تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر

ال عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماھنامہ ربوہ

انصار اللہ

جون ۱۹۸۵ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ۱۳۶۴ ہش

جون ۱۹۸۵ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

- ملک صلاح الدین صاحب بھارت
- مبارک احمد صاحب ساقی لندن
- کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر:- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر:- سید عبدالحی کتابت:- حمید الدین

مطبع:- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقامِ اشاعت:- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

فہرست

شرح چندہ

پاکستان ـــــــــ بیس ۲۰ روپے سالانہ

امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی { بذریعہ ہوائی ڈاک: پندرہ ۱۵ ڈالر سالانہ
" بحری ڈاک: آٹھ ۸ " "

دیگر ممالک { بذریعہ ہوائی ڈاک: چھ ۶ پونڈ سالانہ
" بحری ڈاک: تین ۳ " "

قیمت فی پرچہ ـــــ دو ۲ روپے

جلد ۲۶　　ماہنامہ انصار اللہ ربوہ　　شمارہ ۶

جون ۱۹۸۵ء

احسان ۱۳۶۴ ہش

اداریہ

ہمّ وغم کے لمحات ــــ فرقت کی گھڑیاں

فکر وغم انسان کے لئے جان گسل ثابت ہوتا ہے۔ یہ لمحات بسا اوقات زندگی کا رُخ موڑ دیتے ہیں۔ دُنیا کی محبت سرد ہو جاتی ہے اور بعض انتہا پسند طبیعتیں آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں جاتی نظر آتی ہیں۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرمایا کرتے تھے ؛

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْکَسْلِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ۔　　(ترمذی ابواب الدعوات)

اے اللہ مَیں تیری پناہ چاہتا ہوں ہمّ وغم سے اور عجز، سُستی اور بخل اور قرضے اور لوگوں کے غلبہ سے۔

اور اس میں کیا شک ہے کہ صاحبِ ایمان اور خدا والوں کا یہی وطیرہ رہا ہے کہ وہ ہر مصیبت ہر ابتلاء ہر جان لیوا غم سے خدا ہی کی پناہ چاہتے ہیں کہ وہی سب قدرتوں کا مالک ہے وہ چاہے تو آگ کو گلزار کردے اُس کی منشاء ہو تو چاروں طرف سے مصائب میں محصور بندوں کے لئے وہ آخری مصیبت ثابت ہو جیسا کہ جنگِ احزاب میں ہؤا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لشکرِ کفار

کے تتر بتر ہونے پر فرمایا اب وہ ہم سے لڑنے کے لئے نہیں آئیں گے بلکہ فتنہ کو فرو کرنے کے لئے ہم ان تک پہنچیں گے۔

لیکن اِس میں بھی کوئی کلام نہیں کہ ہمّ وغم انسانی زندگی کا ایک لازمی جزو ہیں۔ امام ترمذی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب شمائل ترمذی میں ایک باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے باب البکاء اور اس کے تحت مختلف احادیث لائے۔ ایک حدیث حضرت ابنِ عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت فاطمہؓ کے صاحبزادہ پر جب جان کنی کا وقت آیا تو انہوں نے اپنے باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بُلوا بھیجا۔ حضورؐ تشریف لائے تو حضورؐ کی لختِ جگر نے اپنا نُورِ نظر حضورؐ کی گود میں رکھ دیا۔ بچّے کا سانس اُکھڑ رہا تھا یہ کیفیت دیکھی تو حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

دوسری حدیث یہ ہے کہ جب مشہور صوفی صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تو حضورؐ نے ان کی پیشانی پر بوسہ دیا اس حالت میں کہ حضورؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔

تیسری حدیث حضرت انس بن مالکؓ کی روایت ہے کہ جب حضورؐ کی بیٹی فوت ہوئیں۔ قبر تیار ہو رہی تھی حضور قبر کے کنارے تشریف فرما تھے حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا آپؐ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں۔

جنگِ اُحد کے موقع پر جب یہ مشہور ہو گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں اس سے پہلے عارضی شکست کا غم تھا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اِس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

فَاَثَابَكُمْ غَمًّا ۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ (آل عمران: ۱۵۴)

کہ تمہیں غم پر غم دیا تاکہ جو تم سے ضائع ہو گیا اُس کا غم نہ کرو۔

اُحد کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہؓ کی لاش کے ناک کان کٹے اور پیٹ چاک دیکھا تو ابن ہشام میں ذکر ہے

فَلَمَّا رَأَى الْمُسْلِمُوْنَ حُزْنَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْظَه عَلٰى مَنْ فَعَلَ بِعَمِّه۔ (ابنِ ہشام جلد ۲ صفحہ ۶۱۰، ۶۱۱)

جب مسلمانوں نے کفّار کی اُس حرکت کی وجہ سے جو انہوں نے آپ کے چچا سے کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا غم اور غصّہ دیکھا۔

جنگِ مُوتہ میں جب حضرت جعفرؓ شہید ہو گئے تو حضورؐ نے حضرت جعفرؓ کے بیٹوں کو بُلایا اُن کی پیشانی پر بوسہ دیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے۔ یہ جنگ ۸ ہجری میں ہوئی تھی۔ صحابہؓ کہتے

ہیں جب حضرت جعفرؓ کی موت کی خبر آئی تو ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ پر غم کے آثار دیکھے۔

(ابن ہشام جلد دوم صفحہ ۸۳۱)

قرآن مجید میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے متعلق آتا ہے کہ جب یوسفؑ کے بھائیوں نے یوسفؑ کے متعلق یہ کہا اسے بھیڑیا کھا گیا ہے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا

اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (یوسف : ۸۷)

کہ مَیں اپنے ہمّ وغم کا شکوہ اپنے خدا سے ہی کرتا ہوں۔

الغرض ہمّ وغم اور زندگی کا چولی دامن کا ساتھ ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

قیدِ حیات وبندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

قرآنِ مجید کی یہ آیت بھی ہماری اسی طرف راہنمائی کرتی ہے کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے تو کہیں گے :

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ۝

(فاطر : ۳۵)

کہ شکر ہے خدا کا جس نے ہمارے غم کو دُور کیا یقیناً ہمارا رب بہت بخشنے والا اور قدر دان ہے۔

یہ آیت ہماری اس طرف بھی راہنمائی کرتی ہے کہ غم کی گھڑیاں ہمّ وغم مومنوں کی کمر کو توڑتی نہیں کہ یہ دائمی نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ اُن کے ہمّ وغم کو دُور فرماتا ہے اور انہیں تسلّی دیتا ہے۔

حضرت بانیٔ سلسلہ (اللہ تعالیٰ کی اُن پر ہزاروں رحمتیں ہوں) فرماتے ہیں بعض دفعہ مَیں رات کی تنہائیوں میں تکیہ پر سر رکھتا ہوں تو اللہ تعالیٰ مجھے صبح تک تسلی دیتا ہے مَیں تیرے ساتھ ہوں مَیں تیرے ساتھ ہوں اور مومنوں کے لئے یہ امر بھی موجبِ تسلّی ہوتا ہے کہ ہمارا ہمّ وغم خدا اور اُس کے دین کے لئے ہیں وہ اس غم کو سینے سے لگا کر رکھتے ہیں کہ یہ اُس ربِ مُحسن کی طرف سے ہے وہ آزمائشوں پر خدا سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس کا شکر کرتے بھی نظر آتے ہیں۔

جیسا کہ مولوی بُرہان الدین صاحب نے سیالکوٹ میں اُس وقت کیا جب سڑک پر لٹا کر اُن کے مُنہ میں گوبر ڈالا گیا۔ اِس امر کو سمجھنے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ کے ایک اَور رفیق کے جذبات ملاحظہ فرماویں۔ محترم ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب حضرت بانیٔ سلسلہ کے وصال کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"میری حیثیت ایک غریب الوطن مسافر کی تھی جو نادار بھی تھا اور پہلے سے زخم خوردہ کہ بالکل قریب کے عرصہ میں والدین اور اہلیہ کے گویا تین وفاتوں کے جان گسل صدمات اُٹھائے ہوئے تھا کہ پیارے ارتحال کا ایک عظیم اور جان کاہ حادثہ برداشت کرنا پڑا۔ اس سانحہ کے بعد دن اور رات کے وقت پانی پینا یاد نہیں کھانا تو بڑی چیز ہے۔ پھر میں ستائیس مئی کی شام تک جبکہ حضور کو دفن کر دیا گیا حضور کی حضوری میں رہا۔ مجھے میرے ربِّ محسن کا خاص احسان نظر آتا ہے کہ اُس نے مجھے غم کی گھڑیاں نصیب کیں میں ان گھڑیوں کو بڑی کمائی سمجھتا ہوں۔"

(رفقائے احمد جلد ۸ صفحہ ۸۹)

پس خدا کے پیارے ان غم کی گھڑیوں کو بھی کمائی سمجھتے ہیں اور زندگی کا قیمتی متاع۔ اللہ اپنے پیارے بندوں کو اگر ہمّ وغم میں مُبتلا کرتا ہے تو اپنے انعامات سے بھی اُس سے بڑھ کر نوازتا ہے لیکن اسے خدا کے شکور بندے ہی محسوس کرتے ہیں ——— پھر ایک وجہِ تسلّی یہ بھی ہے کہ اگر ایک لمحہ غم کا آتا ہے تو خوشیوں کے لمحات اُس سے بڑھ کر عطا فرماتا ہے۔ دیکھئے حضرت بانئ سلسلہ اپنی مشہور نظم میں فرماتے ہیں ؎

غموں کا ایک دن اور چار شادی

فسبحان الّذی اخزی الاعادی

کہ وہ آسمانی آقا رحمٰن ہے، رحیم ہے۔ اُس کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اُس نے خود فرمایا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی ہے۔

——— فرقت کی گھڑیاں بھی بڑی سخت ہوتی ہیں۔ اپنے محبوب کی فرقت بھی جاں گداز ہوتی ہے۔ دیکھئے حضرت بانئ سلسلہ فرماتے ہیں ؎

ایک دم بھی کل نہیں پڑتی مجھے تیرے سوا

جاں گھٹی جاتی ہے جیسے دل گھٹے بیمار کا

لیکن یہ گھڑیاں حقیقی عاشقوں کی محبّت کو بڑھانے کا موجب بنتی ہیں کم کرنے کا نہیں کہ مُحب اپنے محبوب کی محبت میں زیادہ بیتاب اور بے چین ہوتے ہیں۔ بیکلی کی یہ کیفیت انسان کے اعلیٰ جوہر کو جلا بخشتی ہے۔ بے شک فرقت کی ایک ایک گھڑی پہاڑ نظر آتی ہے۔ مُحب کو نہ رات قرار آتا ہے نہ دن کو چین۔ فرقت کی اِن گھڑیوں کو سمجھنے والا ایک عرب شاعر جب رات کو اختر شماری کرتا ہے تو رات کو مخاطب ہو کر کہتا ہے ؎

اَلَا اَیُّھَا اللَّیْلُ الطَّوِیْلُ اَلَا انجلی

بِصُبحٍ وما الاصباح منك الّا بامثل

اے جُدائی کی طویل رات اب تو ختم ہو صبح طلوع ہو پھر وہ کہتا ہے کہ صبح بھی رات کی طرح ہی طویل ہوگی کہ فرقت کی ہر گھڑی دراز ہی ہوا کرتی ہے۔

اور جب جُدائی اپنے بس میں نہ ہو، اپنی مرضی سے اختیار نہ کی ہو خدا کی منشاء کے تحت ہو تو اُس جدائی کے صدمہ کو سہنا، دعا، حوصلہ اور صبر سے برداشت کرنا یہ بھی ثواب کا موجب اور محبّت کو بڑھانے کا باعث بنتا ہے۔

اِس فلسفہ کو اِس جُملہ میں سمویا ہے:

زُرْ غِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا

کہ ملاقات میں وقفہ محبّت کو بڑھانے کا موجب ہوتا ہے۔ خدا کرے یہ محبّت بڑھتی رہے اور اللہ کرے فرقت کی طویل رات بھی جلد ختم ہو۔ وما ذٰلك علی اللہ بعزیز۔

رمضان کا آخری عشرہ

بابرکت مہینہ اپنے آخری عشرہ میں داخل ہو رہا ہے۔ مبارک ہیں وہ جنہیں اِس مقدس مہینہ میں روزہ، عبادت اور ذکرِ الٰہی کی توفیق ملی۔ خوش بخت ہیں وہ جنھوں نے اِس مہینہ کو لُوٹا۔ اپنا دامن اسکی برکات سے بھرا۔ اب یہ مہینہ اپنے آخری عشرہ میں داخل ہو رہا ہے اور پھر یہ مقدس ایام سال بعد آئیں گے خدا ہی جانتا ہے پھر کسے اپنی زندگی میں یہ ایّام نصیب ہوں۔

اُمّ المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں :-

اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَاَحْیَا لَیْلَہٗ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ۔

(بخاری باب العمل فی العشر الاواخر من رمضان)

کہ جب آخری عشرہ آتا حضورؐ کمر باندھ لیتے اور رات کو عبادت پر زیادہ زور دیتے اور اپنے اہل کو بھی بیدار فرماتے۔ اَحْیَا لَیْلَہٗ کے معنے ہیں رات کو زندہ کرتے۔ رات کو دُنیا آرام کرتی ہے کہ یہی دُنیا کا دستور ہے۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن مجید میں فرماتا ہے وَ جَعَلْنَا اللَّیْلَ لِبَاسًا وَجَعَلْنَا النَّھَارَ مَعَاشًا۔ دن کسبِ معاش کے لئے ہے اور رات آرام کے لئے۔ لیکن رمضان کی راتیں سونے کے لئے نہیں ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کسی نے کہا تھا

وفینا رسول اللہ یتلوا کتابہ
اذا استثقلت بالمشرکین المضاجع

کہ ہم میں خدا کا رسول اُس وقت تلاوتِ کتاب کرتا ہے جب مشرکین کے بستر بوجھل ہو رہے ہیں۔ جب دُنیا محوِ خواب ہوتی ہے۔ خدا کا یہ برگزیدہ بندہ بستر چھوڑ کر خدا کے حضور محوِ نیاز ہوتا ہے۔ اور حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اوقات ساری ساری رات آپؐ انتہائی تضرع و ابتہال سے اُمّت کی مغفرت اور اس پر رحمتِ باری کے نزول کے لئے دعا فرماتے رہے۔ ایک بار ایک رکعت میں آپؐ نے سات سپارے کے قریب تلاوت کی۔ آپؐ کے مبارک سینہ سے گریہ زاری کے جوش سے یوں آواز آتی جیسے ہنڈیا اُبل رہی ہو اور نہ صرف یہ کہ آپؐ خود عبادت کرتے اپنے اہل وعیال کو جگاتے کہ اُٹھو اور رحمتِ باری سے اپنا حصّہ پاؤ۔

لیلۃ القدر اسی مبارک عشرہ میں آتی ہے۔ وہ مبارک رات جسے قرآن مجید نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا۔ لیلۃ القدر خیرٌ من الف شھر۔ جس میں صبح تک رحمت کے فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔ یہ رات طاق راتوں میں ہوتی ہے۔ اس کی ظاہری علامت مطلع کا ابر آلود ہونا ہے۔ خدا کے بندوں کا اس رات عبادت اور دعا کی طرف زبردست میلان ہوتا ہے۔ اللہ کے فرشتے انہیں دعا اور بیدار ہونے کی تلقین کرتے ہیں کہ اُٹھ درِ رحمت وا ہے۔ نسیمِ رحمت چل رہی ہے۔ اُٹھ جنانِ رحمت میں داخل ہو اور اس کی عطر بیز فضا سے دل و دماغ کو معطر کر لے۔

انصار بزرگو!

یہ دن غنیمت ہیں خدا جانے پھر نصیب ہوں گے یا نہیں۔ ان ایّام میں رحمتِ باری جوش پر ہے۔ اِن ایّام کو رائگاں نہ جانے دیں۔ وہ ارحم الراحمین، ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے شرط یہ ہے کہ بچّہ کی طرح بلبلا کر اُس کی رحمت کو جوش میں لے آؤ اور اُس آسمانی آقا کے قدموں سے لپٹ کر فریاد کریں۔ اُس کا وعدہ ہے وہ خالی ہاتھ نہیں لوٹاتا۔

اَتٰۤی اَمرُ اللّٰہِ فَلَا تَستَعجِلُوہُ (اعراف)

ایک روز بار بار یہ آیت زبان دُہراتی رہی۔ اس کے مفہوم اور مطلب پر غور کیا تو یہی احساس پیدا ہُوا کہ خدائے لم یزل کی کتاب ہماری راہنمائی کے لئے کافی ہے۔ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں خدا کا فیصلہ آگیا۔ کاتبِ تقدیر فیصلہ لکھ چکا۔ اتٰی ماضی کا صیغہ ہے جس کے معنے ہیں یہ ہو چکا۔ جب مستقبل

میں ہونے والے امر کے متعلق ماضی کا صیغہ استعمال کیا جائے تو اس کے معنے ہوتے ہیں یہ امر یقینی ہے زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں احکم الحاکمین کا وعدہ کبھی نہیں ٹل سکتا۔ ہاں اس کے وقوع کے وقت کی تعیین جب تک خدا یا اس کا مامور صراحت سے نہ کر دے خود تقدیم نہیں کرنی چاہیئے۔

الٓمٓ غُلِبَتِ الرُّومُ فِی اَدْنَی الْاَرْضِ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ۔ رومیوں کے مغلوب ہونے کے بعد ان کے جلد غلبہ کی اس میں پیشگوئی ہے اور مدت بِضْعِ سِنِیْن بیان کی۔ بضع کے معنے تین سے نو ہوتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مشرک سے اس پر تین سال کی شرط باندھ لی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوا تو آپ نے فرمایا بضع تین سے نو تک ہوتا ہے آپ نے تین کی تعیین کیوں کی ؟

فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ میں حکم ہے کہ تم اس کے جلد وقوع کی خواہش نہ کرو۔ انسانی فطرت ہے وہ خدا کے فیصلوں کا وقوع جلد چاہتی ہے کہ خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ (انبیاء : ۳۸) انسان کی طبیعت اور فطرت میں جلد بازی ہے۔ بانیٔ سلسلہ تو یہاں تک فرماتے ہیں خدا کی نعمت کا جلد اظہار بعض اوقات سلبِ نعمت کا موجب ہوتا ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے اُس کے فیصلہ کے وقوع کا کونسا وقت مناسب ہے بندے کو اپنی مرضی خدا کی مرضی کے تابع کرنی چاہیئے۔ یہی اصل ایمان اور سلامتی کا طریق ہے۔

آزمائش اور ابتلاء قوموں کے کردار کی تخلیق کرتے ہیں بشرطیکہ اس عرصہ کو دعا، حوصلہ اور ذکرِ الٰہی میں صرف کیا جائے۔

تاریخی جلسہ

جماعتِ انگلستان کا یہ بیسواں جلسہ سالانہ ایک تاریخی ناقابلِ فراموش جلسہ تھا۔ امام جماعت احمدیہ کے رُوح پرور خطاب سے انگلستان کی فضا میں گونج پیدا ہوئی۔ سرد موسم میں سات ہزار کے قریب ابراہیمی طیور اُڑ کر اسلام آباد (انگلستان) پہنچے۔ آقا کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ دل گداز خطاب سے اپنے ایمانوں کو تازہ کیا۔ جانے والو! تمہیں مبارک ہو تم نے اپنے محبوب آقا کو دیکھ کر اپنے دل کو تسکین دی۔ یقیناً آپ کو اُن کے جذبات کا بھی علم ہوگا جو وہاں نہیں پہنچ سکے۔

تو اے کبوترِ بامِ حرم چہ مے دانی
تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ بر پا را

وہ تر آنکھوں سے آپ کو دیکھتے رہے۔ آپ کی خوش بختی پر رشک کرتے رہے جو بھی اِس جلسہ میں شریک

ہوُا۔ اختتامی تقریر کے آخری الفاظ اپنے آقا کے سُنے۔ عرش ہلا دینے والی دعا میں شریک ہوُا۔ وہ خوش قسمت بھی ہے۔ دلوں کے زنگ دُھل گئے۔ نیا ایمان نصیب ہوُا اور ہم عالمِ تصور میں آپ کے ساتھ رہے۔ آقا کو روحانی آنکھوں سے دیکھتے رہے اور تر آنکھوں سے دعا کرتے رہے۔ اللہ وہ دن جلد لا جب بیت الاقصیٰ کے کھُلے میدان میں ہمارے آقا کی آواز گونجے۔ پھر یہ فضا نعرہ ہائے تکبیر اور دردمند دلوں کی سسکیوں سے بھر جائے۔

اڑتالیس ممالک کے نمائندوں نے ہمہ تن گوش ہو کر اپنے آقا کے خطاب سے رُوحوں کو گرمایا۔ ایمانوں کو تازہ کیا۔

انگلستان کے مخلصین اور افرادِ جماعت نے مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ تاریخ احمدیت کا یہ جلسہ ناقابلِ فراموش ہے۔ آقا کا چار پانچ گھنٹوں کا مسلسل خطاب انگلستان کے کانوں نے کب سُنا ہو گا۔ ایک دردمند دل سے اُٹھنے والی آواز انشاء اللہ رنگ لائے گی۔ رحمتوں کا نزول موسلا دھار بارش بن کر برسے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔

حضرت صوفی غلام محمد صاحب ناظر اعلیٰ ثانی و رکنِ خصوصی مجلس عاملہ مرکزیہ

حضرت بانیٔ سلسلہ کے رفیق حضرت صوفی غلام محمد صاحب عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ بیماری کا حملہ جان لیوا ثابت ہوُا۔ ایک معالج کی زبانی معلوم ہوُا حضرت صوفی صاحب اس سارا عرصہ مسنون دعائیں پڑھتے رہے اور ذکرِ الٰہی کرتے رہے اور نفسِ مطمئنہ کی مانند خدا کا ذکر کرتے ہوئے اسکے حضور حاضر ہو گئے۔

حضرت صوفی صاحب اس پیرانہ سالی میں زندگی کے آخری لمحہ تک سلسلہ کی خدمت میں مصروف رہے۔ نماز آپ اپنے دولت کدہ سے دُور بیت المبارک میں جا کر ادا فرماتے۔ آپ حضرت امام جماعت احمدیہ کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض ادا فرماتے۔ انسپکٹر کے منصب سے ناظر اعلیٰ کے مرتبہ تک آپ اپنے تقویٰ، شرافت اور سلسلہ سے عقیدت کی بناء پر پہنچے۔ آپ کے تقویٰ اور بلند مرتبہ کا اندازہ اس سے فرمائیے کہ آپ نے اپنے اکلوتے بیٹے مکرم مبارک مصلح الدین صاحب کو بھی سلسلہ کی خدمت کے لئے وقف فرمایا۔ کم ہی ایسی مثالیں ہیں کہ باپ بیٹا دونوں کو نمایاں خدمتِ سلسلہ کی توفیق ملے۔ وَذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ آپ کے بیٹے تحریکِ جدید میں وکیل المال تھے اور آپ صدر انجمن میں ناظر بیت المال۔

مکرم مبارک مصلح الدین صاحب آپ کے وصال کے وقت انگلستان میں تھے اور دل کا اپریشن ہونے والا تھا آپ اپنے والد محترم کے جنازہ میں شرکت کے لئے پاکستان آئے۔ اب آپ دل کے اپریشن کے سلسلہ میں انگلستان روانہ ہو چکے ہیں۔ احباب جہاں حضرت صوفی صاحب کی بلندئ درجات کے لئے دعا فرماویں وہاں ان کے اکلوتے بچے کی کامل شفاء کے لئے بھی دعا فرماویں۔

مجلسِ عاملہ انصاراللہ مرکزیہ کی قرار دادِ تعزیت اِس شمارہ میں درج ہے۔ ہمیں مجلس تحریک جدید، لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، پنڈی، صوبہ بلوچستان کی جانب سے حضرت صوفی صاحب کے بارہ میں تعزیت کی قرار دادیں موصول ہوئیں۔

ادارہ حضرت صوفی صاحب کی وفات پر اپنے آقا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب، حضرت صوفی صاحب کے صاحبزادے اور صاحبزادیوں سے دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔

رَبَّ النَّاسِ اِذْھَبِ الْبَأْس

سِلسلہ کی بعض قابلِ احترام شخصیتیں۔ حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ دختر حضرت بانی سلسلہ، صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب، محترم میاں عبدالرحیم احمد صاحب، صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ آجکل بیمار ہیں۔ میاں عبدالرحیم احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ الرشید بیگم صاحبہ پر تو دل کا شدید حملہ ہے۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ سِلسلہ کے ان قابلِ احترام وجودوں کو شفاءِ کامل بخشے۔ آمین

حضرت بانئ سِلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"طلوع شمس کا جو مغرب کی طرف سے ہوگا ہم اس پر بہرحال ایمان لاتے ہیں لیکن اِس عاجز پر جو ایک رؤیا میں ظاہر کیا گیا وہ یہ ہے جو مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنے رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر وضلالت میں ہیں آفتابِ صداقت سے منوّر کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصّہ ملے گا" (ازالہ اوہام ص۵۱۵)

"سُنّت اللہ اِسی طرح پر ہے کہ جو مامور خدا کی طرف سے آتے ہیں ان کے ساتھ ابتلاء ضرور ہوتے ہیں ..... غرض ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے مگر سچا مومن ان سے کبھی ضائع نہیں کیا جاتا" (ملفوظات جلد سوم ص۷۵، ص۷۶)

فی نعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرِدَافَۃٍ

اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وزیر ہیں

وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا کَرِدَافَۃٍ   وَبِہِ الْوُصُوْلُ بِسُدَّۃِ السُّلْطَانِ

اللہ کی قسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم وزیر ہیں اور آپؐ ہی کے ذریعہ دربارِ سلطانی میں رسائی ہو سکتی ہے

ھُوَفَخْرُ کُلِّ مُطَھَّرٍ وَّمُقَدَّسٍ   وَبِہٖ یُبَاھِیْ الْعَسْکَرُ الرُّوْحَانِیْ

آپؐ ہر مطہّر اور مقدّس کا فخر ہیں اور رُوحانی لشکر کو آپؐ ہی کے وجود پر ناز ہے

ھُوَخَیْرُ کُلِّ مُقَرَّبٍ مُّتَقَدِّمٍ   وَالْفَضْلُ بِالْخَیْرَاتِ لَا بِزَمَانِ

آپؐ ہر پہلے مقرّب سے افضل ہیں اور فضیلت کارہائے خیر پر موقوف نہ زمانہ پر

وَالطَّلُّ قَدْ یَبْدُوْ اَمَامَ الْوَابِلِ   فَالطَّلُّ طَلٌّ لَیْسَ کَالتَّھْتَانِ

چنانچہ ہلکا مینہ ہمیشہ موسلا دھار بارش سے پہلے ہوتا ہے لیکن ہلکے مینہ اور جھڑی میں بڑا فرق ہے

بَطَلٌ وَحِیْدٌ لَا تَطِیْشُ سِھَامُہٗ   ذُوْ مُصْمِیَاتٍ مُّوْبِقُ الشَّیْطَانِ

آپؐ یگانہ پہلوان ہیں آپؐ کے تیر کبھی خطا نہیں کرتے آپؐ نشانہ رس تیروں کے مالک شیطان کے ہلاک کنندہ ہیں

ھُوَجَنَّۃٌ اِنِّیْ اَرٰی اَثْمَارَہٗ   وَقُطُوْفُہٗ قَدْ ذُلِّلَتْ لِجَنَانِیْ

آپؐ باغ ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آپؐ کے پھل اور خوشے میرے دل کے قریب کئے گئے ہیں

منظوم فارسی کلام حضرت اقدس

عجب نوریست درجانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نُور ہے

عجب نوریست درجانِ محمدؐ عجب لعلیست درکانِ محمدؐ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان میں ایک عجیب نور ہے محمدؐ کی کان میں ایک عجیب وغریب لعل ہے۔

زظلمتہا دلے آنگہ شود صاف کہ گردد از محبّانِ محمدؐ

دل اُس وقت ظلمتوں سے پاک ہوتا ہے جب وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقوں میں داخل ہوجاتا ہے

عجب دارم دلِ آں ناکساں را کہ روتابند از خوانِ محمدؐ

مَیں اُن نالائقوں کے دلوں پر تعجّب کرتا ہوں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دسترخوان سے مُنہ پھیرتے ہیں

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم کہ دارد شوکت و شانِ محمدؐ

دونوں جہان میں مَیں کسی شخص کو نہیں جانتا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سی شان وشوکت رکھتا ہو

خدا زاں سینہ بیزارست صدبار کہ ہست از کینہ دارانِ محمدؐ

خدا اُس دل سے سخت بیزار ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کینہ رکھتا ہو

ملفوظات حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ

ابتلاء کے وقت فاسق قدم پیچھے ہٹاتا ہے اور صالح قدم آگے بڑھاتا ہے

" انسانی مدارج کی ترقی کے واسطے سماوی تکالیف بھی رکھی گئی ہیں۔ ان کا ذکر بھی خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں کیا ہے جہاں فرمایا ہے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ○ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ○ یہ وہ مصائب ہیں جو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے ڈالتا ہے یہ ایک آزمائش ہے جس میں کبھی تو انسان پر ایک بھارے درجہ کا ڈر لاحق ہوتا ہے۔ وہ ہر وقت اس خوف میں ہوتا ہے کہ شاید معاملہ بالکل بگڑ جائے گا۔ کبھی فقر و فاقہ شاملِ حال ہو جاتا ہے۔ ہر ایک امر میں انسان کا گزارہ بہت تنگی سے ہونے لگتا ہے۔ کبھی مال میں نقصان نمودار ہوتا ہے۔ تجارت اور دکانداری بگڑ جاتی ہے یا چورے جاتے ہیں۔ کبھی ثمرات میں نقصان ہوتا ہے یعنی پھل خراب ہو جاتے ہیں۔ کھیتی ضائع ہو جاتی ہے اور اولادِ عزیز مر جاتی ہے۔ محاورۂ عرب میں اولاد کو بھی ثمر کہتے ہیں۔ اولاد کا فتنہ بھی بہت سخت ہوتا ہے۔ اکثر لوگ مجھے گھبرا کر خط لکھتے رہتے ہیں کہ آپ دعا کریں کہ ہماری اولاد ہو۔ بعض جگہ اولاد انسان کو اتنی پیاری ہوتی ہے کہ وہ اس واسطے خدا تعالیٰ کا شریک بن جاتی ہے۔ بعض لوگ اولاد کے سبب سے دہریہ ملحد اور بے ایمان بن جاتے ہیں۔ بعضوں کے بیٹے عیسائی بن جاتے ہیں تو وہ بھی اولاد کی خاطر عیسائی ہو جاتے ہیں۔ بعض بچے چھوٹی عمر میں مر جاتے ہیں تو وہ ماں باپ کے واسطے سلبِ ایمان کا موجب ہو جاتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ظالم نہیں جب کسی پر صدمہ سخت ہو اور وہ صبر کرے تو جتنا صدمہ ہو اتنا ہی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ رحیم، غفور اور ستار ہے وہ انسان کو اس واسطے تکلیف نہیں پہنچاتا کہ وہ تکلیف اٹھا کر دین سے الگ ہو جائے بلکہ تکلیف اس واسطے آتی ہے کہ انسان آگے قدم بڑھائے۔ صوفیاء کا قول ہے کہ ابتلاء کے وقت فاسق آدمی قدم پیچھے ہٹاتا ہے لیکن صالح آدمی اور بھی قدم آگے بڑھاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۸۴-۸۵)

روزہ کی فضیلت

عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ جُنَّۃٌ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَجْھَلْ وَاِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَہٗ اَوْ شَاتَمَہٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ صَائِمٌ مَرَّتَیْنِ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ یَتْرُکُ طَعَامَہٗ وَشَرَابَہٗ وَشَھْوَتَہٗ مِنْ اَجْلِیْ اَلصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ وَالْحَسَنَۃُ بِعَشْرِ اَمْثَالِھَا۔ (بخاری باب فضل الصوم)

ترجمہ :۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے اللہ ان سے راضی ہو کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے پس روزہ دار نہ کوئی بے ہودہ جنسی بات کرے اور نہ لڑائی جھگڑا۔ اگر کوئی آدمی اس سے لڑائی کرے۔ گالی گلوچ دے تو روزہ دار جواب میں دوبار یہ کہے میں روزہ دار ہوں میں روزہ دار ہوں۔ فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی ریح خدا کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ بہتر ہے۔ روزہ دار خدا کے لئے کھانا پینا اور اپنی خواہشات چھوڑتا ہے۔ فرمایا روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور ہر نیکی کا بدلہ اس سے دس گنا ہے۔

تشریح :۔ روزہ ارکانِ دین میں سے ایک رُکن ہے۔ سال میں رمضان کے روزے فرض ہیں اور نفلی کوئی جتنے چاہے رکھ سکتا ہے ہاں اتنی کثرت سے نہ رکھے کہ وہ اس کے دوسرے حقوق یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد پر اثر انداز ہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزوں کو سب سے افضل قرار دیا کہ آپ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کرتے تھے۔

ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ روزہ دار کو روزہ کی جزا میں میں خود مل جاتا ہوں۔ اِس سے روزہ کی فضیلت کا اندازہ ہوتا ہے کہ مومن کی زندگی کا مقصد ہی خدا کو پانا ہے اور یہ روزہ سے نصیب ہوتا ہے کہ روزہ عبارت ہے خدا کے لئے اپنی خواہشات کو ترک کرنا۔ نہ صرف یہ کہ حرام اشیاء کو بلکہ وقتی طور پر حلال چیزوں کو بھی۔ اور روزہ کی ایک فلاسفی یہی ہے ـــ حدیث میں آتا ہے جو شخص جھوٹ کو نہیں چھوڑتا پھر خدا کو اُس کا کھانا پینا چھوڑنے کی ضرورت نہیں ہے ـــ خدا کرے ہم اللہ کے سب احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ آمین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تورات و انجیل کی پیشگوئیاں

مکرم مولانا عطاء اللہ صاحب کلیم

حدیثِ قدسی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کُنْتُ کَنْزًا مَخْفِیًّا فَاَرَدْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ یعنی مَیں ایک پوشیدہ خزانہ تھا سو مَیں نے ارادہ کیا کہ مَیں پہچانا جاؤں میری معرفت ہو لہٰذا مَیں نے آدم کو پیدا کیا۔

اِس آدم سے ظاہر بین نگاہ تو آدم اوّل مراد لیتی ہے لیکن درحقیقت اس آدم سے مراد آدم کامل ہے جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کا ظہور ہوُا۔ حضرت مرزا غلام احمد بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (آپ پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں، برکتیں نازل ہوں) نے اِس حقیقت کو اِن الفاظ میں بیان فرمایا ہے:۔

"حضرت سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مجرد کلمۃ اللہ کے مفہوم تک محدود نہیں کر سکتے جیسا کہ مسیح کو اس نام سے محدود کیا گیا ہے کیونکہ یہ نقطہ محمدیہ ظلّی طور پر مستجمع جمیع مراتب الوہیت ہے اِسی وجہ سے تمثیلی بیان میں حضرت مسیح کو اس سے تشبیہہ دی گئی ہے۔ بباعث اس نقصان کے جو ان میں رہ گیا ہے کیونکہ حقیقتِ عیسویہ مظہر اتم صفاتِ الوہیت نہیں ہے بلکہ اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ برخلاف حقیقتِ محمدیہ کے کہ وہ جمیع صفاتِ الٰہیہ کا اتم و اکمل مظہر ہے جس کا ثبوت عقلی و نقلی طور پر کمال درجہ پر پہنچ گیا ہے۔" (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۴ حاشیہ)

پھر فرماتے ہیں:۔

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم الوہیت ہیں اور ان کا کلام خدا کا کلام اور ان کا ظہور خدا کا ظہور اور ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۲۹ حاشیہ)

چونکہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کے کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں اور حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے الفاظ ہیں :۔

"چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک باطنی اور انشراح صدری و عصمت و حیاء و صدق و صفا و توکل و وفا اور عشقِ الٰہی کے تمام لوازم میں سب انبیاء سے بڑھ کر اور سب سے افضل و اعلیٰ و اکمل و ارفع و اجلیٰ و اصفا ہے اس لئے خدائے جلّ شانہٗ نے ان کو عطرِ کمالاتِ خاصہ سے سب سے زیادہ معطر کیا اور وہ سینہ اور دل جو تمام اوّلین و آخرین کے سینہ و دل سے فراخ تر و پاک تر و معصوم تر و روشن تر و عاشق تر تھا وہ اُسی لائق ٹھہرا کہ اسی پر ایسی وحی نازل ہو کہ جو تمام اوّلین و آخرین کی وحیوں سے اقویٰ و اکمل و ارفع و اتم ہو کر صفاتِ الٰہیہ کے دکھلانے کے لئے ایک نہایت صاف اور کشادہ اور وسیع آئینہ ہو۔ سو یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف ایسے کمالاتِ عالیہ رکھتا ہے جو اس کی تیز شعاعوں اور شوخ کرنوں کے آگے تمام صحفِ سابقہ کی چمک کالعدم ہو رہی ہے۔ کوئی ذہن ایسی صداقت نکال نہیں سکتا جو پہلے ہی سے اس میں درج نہ ہو۔ کوئی فکر ایسے براہانِ عقلی پیش نہیں کر سکتا جو پہلے ہی سے اس نے پیش نہ کی ہو۔ کوئی تقریر ایسا قوی تر اثر کسی دل پر ڈال نہیں سکتی جیسے قوی اور پُربرکت اثر لاکھوں دلوں پر وہ ڈالتا آیا ہے۔ وہ بلاشبہ صفاتِ کمالیہ حق تعالیٰ کا ایک نہایت مصفّا آئینہ ہے جس میں سے وہ سب کچھ ملتا ہے جو ایک سالک کو مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچانے کے لئے درکار ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۲۰، ۲۱ حاشیہ)

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترنے والی وحی ہی اَرَدْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ کے عالی مقصد کے حصول کے لئے مدارجِ عالیہ معرفت تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اسلئے اس مقدس وحی کے متعلق صحفِ سابقہ میں پیشگوئیاں درج ہیں اور گذشتہ انبیاء نے بعد میں آنے والوں کے لئے رُوحانی طریق سلوک کی خبر دے دی تا اس مقدس وحی کے ماننے اور اس کے لانے والے پر ایمان لانے سے لوگ محروم نہ ہو جائیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اس سلسلہ میں فرماتا ہے :۔

وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ

لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ۝ وَ اِنَّهٗ لَفِيْ زُبُرِ الْاَوَّلِيْنَ ۝ اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝

(سورۃ الشعراء آیت ۱۹۳ تا ۱۹۸)

یقیناً یہ (قرآن) ربّ العالمین خدا کی طرف سے اُتارا گیا ہے اس کو لے کر ایک امانت دار، کلام بردار فرشتہ (جبریل) تیرے دل پر اُترا ہے تاکہ تو ہوشیار کرنے والی جماعت میں شامل ہو جائے۔ (اس کو جبریل نے خدا کے حکم سے) کھول کر بیان کرنے والی عربی زبان میں اُتارا ہے اور یقیناً اس کا ذکر پہلی کتابوں میں بھی موجود تھا۔ کیا ان کے لئے یہ نشان کم ہے کہ اس (قرآن) کو علمائے بنی اسرائیل بھی پہچانتے ہیں۔ یعنی سمجھتے ہیں کہ یہ قرآن انبیاء بنی اسرائیل کی پیشگوئیوں کے مطابق ہے۔

اِن آیاتِ قرآنی کی صداقت انبیاء سابقہ کے صحفِ مقدسہ مثلاً یسعیاہ ۹/۶-۷، ۴۲/۱-۵، ۴۲/۹-۱۴ غزل الغزلات ۵/۱۰-۱۶ زبور ۱۱۸/۲۲ حبقوق ۳/۳ وغیرہ سے روزِ روشن کی طرح ثابت ہے۔

خاکسار ان صحفِ سابقہ میں مذکورہ پیشگوئیوں کی تفصیل میں گئے بغیر فی الحال ان پیشگوئیوں میں سے چند کا ذکر قدرے تفصیل سے کرتا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تورات و انجیل میں بیان ہوئی ہیں اور یہ ان صحفِ سابقہ کی عمومی پیشگوئیوں اور تورات و انجیل کی خصوصی پیشگوئیوں کا ہی نتیجہ تھا کہ یہودیوں کے ایک طبقہ نے عرب کی سرزمین میں نقلِ مکانی کر لی تھی اور نجران وغیرہ قصبات میں عیسائی بھی آباد ہو چکے تھے تا اس نبیٔ آخر الزمان پر ایمان لا کر ان برکتوں کے وارث ہو سکیں جو تقدیرِ ازلی نے اس کے ساتھ وابستہ ہونے کے ساتھ مقدر کر دی ہوئی تھیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:-

اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔ الآیۃ

(سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

یعنی وہ (لوگ) جو ہمارے اس رسول (یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کی اتباع کرتے ہیں جو نبی ہے اور اُمّی ہے جس کا ذکر تورات اور انجیل میں ان کے پاس (یعنی یہود اور نصاریٰ کے پاس) لکھا ہوا موجود ہے۔

اِس آیتِ قرآنی کی حقانیّت ان متعدد پیشگوئیوں سے پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے جن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا ذکر تورات و انجیل میں ظاہر و باہر ہے تاہم طوالتِ مضمون سے بچتے ہوئے

مُشتے از خروارے چند ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کتاب پانچویں استثناء باب ۱۸ آیت ۲۲ - ۱۷ میں لکھا ہے:۔

"اور خداوند نے مجھے کہا کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کہا۔ مَیں ان کے لئے ان کے بھائیوں میں سے تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے مُنہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ مَیں اسے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا نہ سُنے گا تو مَیں اس کا حساب اس سے لُوں گا۔ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے اسے حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے گا اور اگر تو اپنے دل میں کہے مَیں کیونکر جانوں کہ یہ بات خداوند کی کہی ہوئی نہیں تو جان رکھ کہ جب نبی کچھ خداوند کے نام سے کہے اور وہ جو اس نے کہا ہے پورا نہ ہو یا واقع نہ ہو تو وہ بات خداوند نے نہیں کہی بلکہ اس نبی نے گستاخی سے کہی ہے تو اس سے مت ڈر۔"

یہ پیشگوئی اتنی واضح ہے کہ اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ کسی صورت میں بھی کسی اور پر چسپاں نہیں کیا جا سکتا۔

واقعہ یہ ہے کہ جب حضرت موسیٰؑ بنی اسرائیل کو طُور کے دامن میں لے گئے تو بائیبل میں لکھا ہے کہ آسمان پر متواتر بجلی چمکنی شروع ہوئی اور اس سے زور زور کی آوازیں پیدا ہوئیں بنی اسرائیل خوفزدہ ہو گئے اور حضرت موسیٰؑ سے کہنے لگے کہ تُو خود جا اور خدا سے کلام کر ہم اس کا کلام سُننا نہیں چاہتے اور نہ ہماری اولادیں اسے سُنیں۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرمایا کہ ان کو کہہ دے کہ مَیں نے ان کی بات سُن لی ہے اب مَیں ان سے وہی معاملہ کروں گا جو وہ چاہتے ہیں یعنی آئندہ مَیں ان سے تشریعی نبی برپا نہیں کروں گا بلکہ ان کے بھائیوں سے برپا کروں گا۔

تشریعی نبی ہونے کی پیشگوئی ان الفاظ سے نکلتی ہے کہ وہ موسیٰ کی مانند ہوگا یعنی مثیلِ موسیٰ ہوگا اور موسیٰ صاحبِ شریعت نبی تھے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین مماثلت

۱۔ دونوں نبی یتیم رہ گئے۔

۲ - دونوں پر شریعت نازل ہوئی۔ خروج ۲۱/۲۲-۲۳ استثناء ۳۰/۱۰

۳ - دونوں نے ہجرت کی۔ خروج ۱۶/۱

۴ - دونوں نے جہاد کیا۔ خروج ۱۷/۸-۱۶

۵ - دونوں کے مخالفین ہلاک ہوئے۔

۶ - دونوں قضائے فیصل کرتے تھے۔ خروج ۱۸/۱۳-۳۶

۷ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں خدا تعالیٰ سے کلام کیا حضرت موسیٰؑ نے طُور پر کلام کیا۔ خروج ۱۹/۲۰

۸ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ کے بُت پرستوں میں پرورش پائی جیسے حضرت موسیٰؑ نے فرعون کی صُحبت میں۔ اعمال ۷/۲۲ خروج ۲/۱۰

۹ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق القمر کا معجزہ اور حضرت موسیٰؑ کا سمندر پار کرنا۔ خروج ۱۴/۱۶-۲۶
یہ بھی عجیب بات ہے کہ سمندر کے اُتار چڑھاؤ کو چاند سے نسبت ہے۔

۱۰ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پُشت پر مُہرِ نبوت کا نشان اور حضرت موسیٰؑ کو یدِ بیضا کا ظاہری نشان دیا گیا۔ خروج ۴/۶

۱۱ - جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلفاء اور مسیح آئے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفاءِ راشدین و مجددین آئے اور آخر میں ان کی آمد جن کے متعلق صادق و مصدوق نے فرمایا کیف تہلك امّة انا فی اولها و المسیح فی اٰخرها۔

۱۲ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بھائی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا انت منّی بمنزلة ھارون من موسیٰ۔ اور کسی نے ایسا نہیں کہا۔

بائیبل کے مذکورہ تمام انبیاء میں سے کسی ایک نبی نے بھی اپنے آپ کو مثیلِ موسیٰؑ قرار نہیں دیا لیکن قرآن کریم نے واشگاف الفاظ میں اعلان فرمایا

اِنَّآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا ۙ شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا ؕ

(سورۃ المزمل آیت ۱۶)

یعنی اے لوگو! ہم نے تمہاری طرف ایک ایسا رسول بھیجا ہے جو تم پر نگران ہے اسی طرح جس طرح فرعون کی طرف رسول بھیجا تھا۔

یہی نہیں بلکہ قرآن کریم نے واضح رنگ میں فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اس پیشگوئی کے

مطابق ہوئی جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کی آمد کا اعلان کیا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

قُلْ اَرَءَیْتُمْ اِنْ کَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهٖ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَلٰى مِثْلِهٖ فَاٰمَنَ وَاسْتَكْبَرْتُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۝ (سورۃ الاحقاف آیت ۱۱)

یعنی تُو کہہ دے مجھے بتاؤ تو سہی کہ اگر میری وحی خدا کی طرف سے ہوئی اور تم نے اس کا انکار کر دیا، باوجود اس کے کہ بنی اسرائیل میں سے ایک گواہ (یعنی موسیٰ) گواہی دے چکا ہے کہ اس کی مانند ایک شخص ظاہر ہوگا (تو کیا یہ عجیب بات نہیں ہوگی کہ وہ جو پہلے گذرا تھا) وہ تو ایمان لے آیا اور تم (جن کے زمانہ میں وہ آیا ہے) تکبر سے کام لے رہے ہو۔ اللہ ظلم کرنے والوں کو کبھی راہِ ہدایت نہیں دکھاتا۔

قرآن کریم کے اس دعویٰ کا ثبوت کہ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی مثیلِ موسیٰ ہیں خود بائیبل سے بھی ملتا ہے۔

انجیل یوحنا باب ایک آیت ۱۹-۲۰ میں لکھا ہے :-

"جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہنوں اور راویوں کو بھیجا کہ اس سے پُوچھیں کہ تُو کون ہے اور اس نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا بلکہ اقرار کیا کہ میں مسیح نہیں ہوں تب انہوں نے اس سے پوچھا تو اور کون ہے۔ کیا تُو ایلیا ہی ہے۔ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ (پھر انہوں نے پوچھا) پس آیا تو وہ نبی ہے۔ یوحنا نے جواب دیا نہیں"۔

اِن آیتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں یہود لوگ پہلی پیشگوئیوں کے مطابق تین شخصوں کے آنے کے منتظر تھے (۱) الیاس (۲) مسیح (۳) وہ نبی۔

"وہ نبی" کا اشارہ مثیلِ موسیٰ کی طرف تھا جس کا ذکر کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷-۲۲ میں کیا گیا تھا اور یہ پیشگوئی یہود میں اِس قدر مشہور و معروف تھی کہ زیادہ تفصیلی پیشگوئی بیان کرنے کی بجائے صرف اشارہ "وہ نبی" کہنے سے کافی سمجھا جاتا تھا کہ سائل کی مراد مثیلِ موسیٰ ہی ہے نہ کہ کوئی اور۔

بہرحال یہود کو پیشگوئیوں کے مطابق تین اشخاص کا انتظار تھا چنانچہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بیان کے مطابق حضرت الیاس کی آمد کی پیشگوئی اس کی خُو بُو پر آنے والے شخص یوحنا

بپتسمہ دینے والے یعنی حضرت یحیٰ علیہ السلام کے وجود میں پوری ہوگئی جیسے کہ انجیل لوقا باب ایک آیت ۱۳-۱۷ میں لکھا ہے :-

"مگر فرشتے نے اس سے کہا کہ اے زکریا نہ ڈر کیونکہ تیری دعا سُنی گئی ہے اور تیری بیوی الیزبتھ کے تیرے لئے بیٹا ہوگا تو اس کا نام یوحنا رکھنا...... اور وہ اس کے آگے الیاس کی سی روح اور قوت میں چلے گا"۔

اور اس کی تصدیق متی باب ۱۷ آیت ۱۰-۱۳ سے ہوتی ہے جہاں لکھا ہے :-

" اور اس کے شاگردوں نے اس سے پوچھا کہ پھر فقیہ کیوں کہتے ہیں کہ پہلے الیاس کا آنا ضروری ہے۔ یسوع نے انہیں جواب دیا کہ الیاس البتہ پہلے آوے گا اور سب چیزوں کا بندوبست کرے گا پھر میں تم سے کہتا ہوں کہ الیاس تو آچکا لیکن انہوں نے اس کو نہیں پہچانا بلکہ جو چاہا اس کے ساتھ کیا تب شاگردوں نے سمجھ لیا کہ اسنے ان سے یوحنا بپتسمہ دینے والے کے متعلق بات کی ہے"۔

اور یہ ایک مسلّمہ حقیقت ہے کہ مسیح یسوع خود تھا۔

اب باقی وہ نبی رہا جو الیاس اور مسیح کے علاوہ آنے والا تھا اور وہ پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام کے یا مثیلِ موسیٰ کے صرف اشارہ ہی اس کے بتانے کو کافی تھا مسلم لٹریچر خود اس امر کا گواہ ہے کہ صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہے جسے آنحضرت کے نام سے پکارا جاتا ہے یعنی وہ نبی ۔سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کبھی کسی اور کے واسطے یہ کلمہ استعمال نہیں کیا گیا۔ اور یہ مشہور پیغمبر کون ہوسکتا ہے بجز اس کے کہ جس کے سبب خدا تعالیٰ نے ابراہیم و اسمٰعیل کو برکت دی اور جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا کہ تیرے بھائیوں میں سے تجھ سا پیغمبر پیدا کروں گا اور جس کی نسبت سلیمان نے کہا میرا محبوب سُرخ وسفید سب میں تعریف کیا گیا محمدؐ ہے۔ یہی میرا مطلوب اور یہی میرا محبوب ہے اور جس کی نسبت حجی نبی نے فرمایا کہ حمد سب قوموں کا آویگا اور جس کی نسبت حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا" میرا جانا ضروری ہے تاکہ فارقلیط آوے"۔

مثیلِ موسیٰؑ کی بعثت کے وقت کا تعین

مزید برآں کتاب استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷-۱۹ میں مذکورہ مثیلِ موسیٰ کی بعثت کا وقت اور زمانہ بھی بائیبل سے اِس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے

سوا اور کوئی فرد ہو ہی نہیں سکتا۔

چنانچہ کتاب اعمال باب ۳ آیت ۱۹ - ۲۵ میں تورات کی کتاب استثناء کی باب ۱۸ والی پیشگوئی کو پھر دہرایا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ مسیح کے حواریوں نے اِس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مسیح ناصریؑ کے آنے سے یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ ہنوز اس کے پورا ہونے کا انتظار تھا چنانچہ لکھا ہے:۔

"پس توبہ کرو اور متوجہ ہو کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں تا کہ خداوند کے حضور سے تازگی بخش ایام آئیں اور یسوع مسیح کو پھر بھیجے جس کی منادی تم لوگوں کے درمیان آگے سے ہوئی۔ ضرور ہے کہ آسمان اسے لئے رہے۔ اس وقت تک کہ سب چیزیں جن کا ذکر خدا نے اپنے سب پاک نبیوں کی زبانی شروع سے کیا اپنی حالت پر آویں کیونکہ موسیٰ نے باپ دادوں سے کہا کہ خداوند جو تمہارا خدا ہے تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے ایک نبی میری مانند اُٹھاوے گا۔ جو کچھ وہ تمہیں کہے اس کی سب سُنو۔ اور ایسا ہو گا کہ ہر نفس جو اس نبی کی نہ سُنے وہ قوم میں سے نیست کیا جائے گا۔ بلکہ سب نبیوں نے سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنوں نے کلام کیا ان دنوں کی خبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے ہو جو خدا نے باپ دادوں سے باندھا ہے۔ جب ابراہام سے کہا کہ تیری اولاد سے دُنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے۔ تمہارے پاس خدا نے اپنے بیٹے یسوع کو اٹھا کے پہلے بھیجا کہ تم میں سے ہر ایک، کو اس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے۔"

پطرس کے اس کلام سے ظاہر ہے کہ مسیح اور اس کے حواریوں کا ایمان اور یقین تھا کہ جس نبی کی آمد کی پیشگوئی موسیٰؑ نے کی تھی کہ وہ ان کی مانند بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہو گا وہ نبی واقعہ صلیب کے بعد اور مسیح کی آمدِ ثانی سے قبل دُنیا میں ظاہر ہونے والا تھا مسیح کی آمد اوّل اور آمدِ ثانی کے درمیان اس کا ظہور ہونا تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا مسیح کی آمد اوّل سے قریباً چھ سَو سال بعد اور مسیح کی آمدِ ثانی سے قریباً تیرہ سَو سال قبل وہ ظاہر ہوا۔ پطرس کے اس کلام سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس نبی یعنی مثیلِ موسیٰ کا آنا ایک ایسا اہم روحانی واقعہ ہے کہ نہ صرف موسیٰ نے بلکہ اس کے بعد سموئیل سے لے کر ہر ایک نبی نے اس کے متعلق نبوّت کی بشارت دی۔

پیشگوئی کے الفاظ صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی صادق آتے ہیں

مثلاً: (۱) آنے والا

مثیلِ موسیٰ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے ہوگا یعنی بنو اسمٰعیل میں سے ہوگا جنہیں بائیبل میں جیساکہ وہ درحقیقت تھے بنی اسرائیل کے بھائی قرار دیا گیا ہے جیساکہ پیدائش باب ۱۶ آیت ۱۱۔۱۲ میں لکھا ہے :۔

"پھر خداوند کے فرشتے نے اس سے کہا۔ دیکھ تُو حاملہ ہے اور تجھ سے بیٹا ہوگا تُو اس کا نام اسمٰعیل رکھے گی کیونکہ خداوند نے تیرے دُکھ کی آواز سُنی۔ وہ گورخرسا آدمی ہوگا۔ اس کا ہاتھ سب آدمیوں کے خلاف ہوگا اور سب آدمیوں کے ہاتھ اس کے خلاف اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔"

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی وہ شخص تھے جو بنو اسمٰعیل میں پیدا ہوئے جو بنو اسحٰق کے بھائی تھے۔

(۲) آنے والا موسیٰ کا مثیل ہوگا جیسے کہ "تجھ سا ایک نبی برپا کروں گا" کے الفاظ اس پر شاہد ناطق ہیں۔ قبل ازیں قرآن کریم کی وہ آیات بیان کر دی گئی ہیں جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیلِ موسیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط جو انہوں نے خیبر کے یہود کو لکھا نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہے کہ آپ بڑے استقلال اور قوی یقین سے مثیلِ موسیٰ ہونے کا دعویٰ کرتے تھے اور آپ کے مخاطبین تعصّب اور حسد کے سوا انکار کی کوئی وجہ نہیں رکھتے تھے :۔

"مِنْ مُحَمَّدٍ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاحِبِ مُوْسٰى وَاَخِيْهِ وَالْمُصَدِّقُ لِمَا جَاءَ بِهٖ مُوْسٰى۔ اَلَا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ قَالَ لَكُمْ يَا مَعْشَرَ اَهْلِ التَّوْرَاةِ وَاِنَّكُمْ تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ وَاِنِّيْ اَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ اَلَا اَخْبَرْتُمُوْنِيْ هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِمُحَمَّدٍ فَاِنْ كُنْتُمْ لَا تَجِدُوْنَ ذٰلِكَ فِيْ كِتَابِكُمْ فَلَا اَكْرَهَ عَلَيْكُمْ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ۔"

یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو موسیٰ کا مثیل اور اس کا بھائی اور اس کی تعلیمات کو سچّا کرنے والا ہے۔ اے گروہ اہلِ تورات دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہیں فرمایا اور تم اس بات کو اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ "محمد اللہ کا رسول ہے" اور مَیں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ تو سہی جو کچھ اللہ نے تم پر اُتارا ہے تم اس میں یہ نہیں لکھا پاتے کہ تم لوگ

محمد پر ایمان لاؤ۔ اگر تم اپنی کتاب میں نہیں پاتے ہو تو میں تمہیں مجبور نہیں کرتا۔ ضلالت اور ہدایت ممتاز ہو چکی ہے　　(ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۹۶)

(۳) پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ "میں اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا" یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی پورا ہوا جیسا کہ قرآن کریم فرماتا ہے:۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝　　(سورۃ النجم آیت ۴-۵)

یعنی اور وہ اپنی خواہشِ نفسانی سے کلام نہیں کرتا بلکہ وہ یعنی اس کا پیش کردہ کلام قرآن مجید صرف خدا کی طرف سے نازل ہونے والی وحی ہے۔

(۴) پیشگوئی میں کہا گیا تھا "جو کچھ میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا" یہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پورا ہوا۔ آپؐ کی نسبت قرآن کریم میں ہے:۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ　　(المائدہ آیت ۶۸)

یعنی اے رسول! تیرے رب کی طرف سے جو کلام بھی تجھ پر اُتارا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچا۔

چنانچہ حجۃ الوداع کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خطاب فرمایا اس میں یہ الفاظ بھی ہیں:۔

اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ فَقَالَ النَّاسُ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

یعنی اے میرے پروردگار کیا میں نے سب کچھ پہنچا دیا۔ لوگوں نے کہا ہاں۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میرے تو گواہ رہ۔

اور قرآنی آیت

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ؕ　　(المائدہ آیت ۴)

یعنی آج میں نے تمہارے فائدہ کے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنے احسان کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے دین کے طور پر اسلام کو پسند کیا ہے۔

نے اس امر پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے "کہ جو کچھ میں اسے کہوں گا وہ سب ان سے کہے گا" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پورا ہو گیا۔

(۵) پیشگوئی میں ذکر تھا "جو کوئی میری باتوں کو جنہیں وہ میرا نام لے کے کہے گا" یہ بات بھی

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہی پوری ہوئی۔ آپؐ ہی ایک ایسے نبی ہیں جن کو لفظی الہام ہؤا۔ جن کی الہامی کتاب قرآن مجید کا ہر باب اِس آیت سے شروع ہوتا ہے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یعنی مَیں اللہ کا نام لے کر یہ باتیں تم کو سُناتا ہوں جو رحمٰن اور رحیم ہے۔

(۶) پیشگوئی میں کہا گیا تھا کہ "وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا مَیں نے اسے حکم نہیں دیا یا اَور معبودوں کے نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے" اس سے صاف ظاہر ہے کہ مُفتری علی اللہ خائب و خاسر ہوتا ہے اور ایسے شخص کے قتل کا حکم دیا گیا۔ قرآن کریم اِس امر کو بہت ہی لطیف انداز میں بیان فرماتا ہے۔ فرمایا:-

وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ ۝ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ۝ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ ۝ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ ۝

(سورۃ الحاقہ آیت ۴۵ تا ۴۸)

یعنی اور اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگِ گردن کاٹ دیتے سو اس صورت میں تم میں سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔

تورات کی زیرِ بحث آیات اور قرآن کریم کی ان محولہ بالا آیات سے آسمانی فیصلہ واضح ہے کہ جو شخص بھی جھوٹے طور پر اس پیشگوئی (مذکورہ استثناء باب ۱۸ آیت ۱۷ - ۲۲) کو اپنی طرف منسوب کرے گا وہ قتل کیا جائے گا اور خدا تعالیٰ کے عذاب میں مبتلا ہوگا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (جیسا کہ آیاتِ قرآنی مذکورہ سورۃ المزمل آیت ۱۶ و سورہ احقاف آیت ۱۱) نے صاف الفاظ میں اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کیا مگر بجائے اِس کے کہ بزعم مخالفین اسلام کے آپ قتل کئے جاتے باوجود دشمن کی انتہائی کوشش اور طرح طرح کے مکر و فریب کے آپؐ قتل نہیں ہوئے بلکہ اس کے برعکس اس وقت کی زبردست حکومتیں خود ریزہ ریزہ ہوگئیں اور آپ ایک فتح نصیب جرنیل کی طرح اپنے مقاصدِ عالیہ میں کامیاب و کامران ہوئے اور آپ کی ساری قوم آپ کی وفات سے پہلے آپ پر ایمان لے آئی اور بُت پرستی و دُنیا پرستی چھوڑ کر حق پرستی اور توحید کے پرستار بن گئی۔ اگر موسیٰ خدا کا راستباز نبی تھا اور اگر استثناء کی یہ پیشگوئی واقعہ میں خدا کی طرف سے تھی تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کے مدعی تھے کیا اس طرح کامیاب و کامران ہو سکتے تھے جیسا کہ وہ ہوئے؟ اور کیا آپ کے دشمن آپ کو قتل کرنے

میں اِس طرح ناکام ہوسکتے تھے جیسے کہ وہ مختلف مواقع پر ہوئے ؟

مثلاً ہجرت کی شب جب مکّہ کے لوگ آپؐ کے گھر کے سامنے آپ کو قتل کرنے کے لئے جمع ہوئے تھے آپؐ رات کی تاریکی میں ہجرت کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکل رہے تھے مکّہ کے لوگ ضرور شبہ کرتے ہوں گے کہ ان کے ارادہ کی خبر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی مل چکی ہوگی مگر پھر بھی جب آپ ان کے سامنے سے گذرے تو انہوں نے یہی سمجھا کہ یہ کوئی اور شخص ہے اور بجائے آپؐ پر حملہ کرنے کے سمٹ سمٹ کر آپؐ سے چھپنے لگے۔

پھر جب مکّہ سے تین چار میل ثور نامی پہاڑی کے سرے پر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اور آپؐ کے دشمن کھوجی کے ساتھ تعاقب کرتے ہوئے غار کے مُنہ پر پہنچے اور کھوجی نے یقین کے ساتھ کہا کہ یا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اِس غار میں ہے یا آسمان پر چڑھ گیا ہے اس وقت خدا تعالےٰ نے مکّہ والوں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور انہوں نے کھوجی سے استہزاء شروع کر دیا اور کہا کیا اس نے اس کھلی جگہ پر پناہ لینی تھی یہ کوئی پناہ کی جگہ نہیں ہے اور پھر اِس جگہ کثرت سے سانپ بچھو رہتے ہیں یہاں کون عقلمند پناہ لے سکتا ہے اور بغیر اس کے کہ غار میں جھانک کر دیکھتے کھوجی سے ہنسی کرتے ہوئے واپس لوٹ گئے۔

غرضیکہ اِس قسم کے اَن گنت واقعات ہیں کہ آپ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی گئی - مدینہ جہاں آپ ہجرت کر کے تشریف لے گئے تو متعدد بار لشکر کشی کی۔ مگر ان سب خطرناک مواقع پر اللہ تعالےٰ نے اپنے وعدہ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھے گا) کے مطابق آپ کی حفاظت کی اور آپ نے جو چیلنج دُنیا کو دیا تھا کہ مَیں استثناء باب ۱۸ آیت ۲۰ کی پیشگوئی کے مطابق قتل نہیں کیا جاؤں گا کیونکہ مَیں جھوٹا نہیں ہوں بلکہ حقیقی طور پر موسےٰ کی پیشگوئی کا مصداق ہوں تاقیامت آپ کے مخالفین پر حُجتِ قاطعہ اور بُرہانِ ساطعہ کا کام دیتا رہے گا۔ (باقی)

> "بہت سے لوگ اِس قسم کے ہیں کہ وہ نفسانی قیدوں اور ناجائز خیالات سے الگ ہونا نہیں چاہتے اور کوئی بات ان پر مؤثر نہیں ہوتی۔ آخر خدا تعالیٰ ان پر یُوں رحم کرتا ہے کہ بعض ابتلاء آجاتے ہیں تو وہ ان سے رفتہ رفتہ باز آجاتے ہیں۔"
>
> (ملفوظات جلد سوم صـ۴۰۲)

ہدیۂ نعت بحضور تاجدارِ "لولاک"

مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب۔ نواب شاہ سندھ

پہلے توصیفِ خداوند تعالےٰ لکھوں
حمد کے بعد مَیں نعتِ شہِ والا لکھوں

اُن کی تعریف میں اِک ایسا قصیدہ لکھوں
سب فرشتے کہیں اَحسنتَ کچھ ایسا لکھوں

یہی حسرت ہے کہ مَیں ان کا سراپا لکھوں
مگر الفاظ نہ دیں ساتھ تو مَیں کیا لکھوں

کیا بساط اپنی جو وصفِ رُخِ زیبا لکھوں
مجھ کو توفیق عطا ہو تو خُدایا لکھوں

تاجدارِ حرم و شاہِ مدینہ لکھوں
کعبۃ اللہ کی تعمیر کا منشا لکھوں

حاصلِ کون ومکاں، مُحسنِ دُنیا لکھوں
رونقِ سیر گہِ عالمِ بالا لکھوں

حُسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا لکھوں
سارے نبیوں کے کمالوں کا خلاصہ لکھوں

مخزنِ نورِ ازل، چشمۂ اَصفیٰ لکھوں
بحرِ الطاف وکرم، فیض کا دریا لکھوں

رُوحِ عشّاق لکھوں، جانِ تمنّا لکھوں
مجھ کو ہے پاسِ ادب ورنہ مَیں کیا کیا لکھوں

آپ ہیں راہبر و ہادیٔ اقوامِ جہاں
قبلہ گاہِ حرم و دیر و کلیسا لکھوں

"کُنْتُ کَنْزاً" سے یہ عرفاں ملا ہے مجھ کو
اُن کی تخلیق کو فطرت کا تقاضہ لکھوں

سارے نبیوں پہ فضیلت کا تقاضہ ہے یہی
دستِ حضرت کو مَیں رشکِ یدِ بیضا لکھوں

ہو اگر اِذن تو یا رب مَیں ترے نام کے ساتھ
لوحِ دل پر بھی فقط نام انہی کا لکھوں

اُن کی توصیف کا حق کیسے ادا ہو یا ربّ
وہ بھی کمتر ہے انہیں جس قدر اچھا لکھوں

مرتبہ دینِ محمد ہے خدائے برتر
جو ہے ادراک سے بالا اسے مَیں کیا لکھوں

کاش اتنا تو اثر ہو مری تحریروں میں
سب کہیں صلِّ علیٰ نام جب ان کا لکھوں

یادِ حضرت میں دُرودوں کا سہارا لے کر
جب قلم ہاتھ میں لوں اچھے سے اچھا لکھوں

برق کی طرح چمکنے لگے ہر لفظِ مراد
کبھی کاغذ پہ جو مَیں دل کی تمنّا لکھوں

سارے انسان ہوں جب میرے نبی کی اُمّت
کِس کو مَیں غیر لکھوں کس کو مَیں اپنا لکھوں

مثلِ سیّارِ درخشندہ ہیں اصحابِ نبیؐ
سب ہی بے مثل ہیں کس کس کا سراپا لکھوں

جو کوئی مُنکرِ انوارِ نبوّت ہو سلیم
اُس کی قسمت کو نہ کیوں مَیں شبِ یلدا لکھوں

"انصار اللہ" کے حوالہ سے

مئے خانۂ ہستی کا حسیں پیرِ مُغاں تھا — وہ شخص کہ ادراک کا اِک زندہ جہاں تھا

جُھکتی تھی جبیں اُس کی بس اللہ کی خاطر — وہ دیں کا ستوں عزم کا اِک کوہِ گراں تھا

وہ ذات کے گنبد میں جو محصور نہیں تھا — وہ فہم و ذکا حِلم کا تابندہ نشاں تھا

اِک پیکرِ شفقت تھا بہت عالی گُہر تھا — رخشندہ و پُرنور جبیں گُل بہ دہاں تھا

بُھولی نہیں کانوں کو وہ لہجہ کی حلاوت — جس میں کوئی تاثیر کا جادُو سا نہاں تھا

تزئینِ گلستاں میں رہا مدّتوں مصروف — استاد بھی تھا۔ دوست بھی تھا۔ اِک نگراں تھا

اِک داعی اِلی اللہ تھا۔ صداقت کا نشاں تھا — تثلیث کا ہر بُت تیرے دَم سے لرزاں تھا

مشعل سا فروزاں رہا ظلمت کے نگر میں — اِک نُور کا ہالہ تھا کہ جو رقص کُناں تھا

ربوہ کو نہ بُھولے گی تیرے پیار کی خوشبو — پھُولوں بھرا گلزار تھا۔ تُو اِک بُستاں تھا

صَدیوں تیرے اَوصاف کو سب یاد رکھیں گے

تُو وقت کی آواز تھا۔ ماہِ کنعاں تھا

ڈاکٹر فہمیدہ منیر

ایک امریکن احمدی کے تاریخی جلسے کے بارہ میں تاثرات

مکرم چوہدری ضیاء الحق صاحب اپنے مکتوب بنام چوہدری عزیز احمد صاحب سابق ناظر بیت المال لکھتے ہیں :-

مَیں عزیز شمس اور عزیزیان خالدہ اور عفیفہ ۳۔ اپریل کو لندن چلے گئے تھے ۴ کی صبح کو لندن پہنچے شام کو البیت جاکر بالکل وہی احساس ہؤا جو کہ جلسہ سالانہ کے دنوں میں ربوہ کی بیتِ مبارک میں احساس ہوتا ہے۔ آپ نے جس بیتِ لندن کو دیکھا تھا ۱۹۷۰ء سے نئی تعمیر کی وجہ سے تو وہ ویسے ہی مختلف شکل وصورت رکھتی ہے۔ ان دنوں تو مشن ہاؤس کے عقبی حصّوں پر نئی تعمیرات نے تمام حصّہ کو بھر دیا۔ یہ کچھ کمرے بنے بنائے خرید کر لئے گئے ہیں مشن ہاؤس میں امام اور نائب امام کے دفاتر ہؤا کرتے تھے اور ان دونوں گھرانوں کی رہائش۔ اب پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کا دفتر ہے اور حضور ایدہ اللہ کی رہائش اور حضور کے ذاتی مہمانوں کے رہنے کے کوارٹرز ہیں۔ حفاظت کا خصوصی انتظام ہے۔ لجنہ ہال میں مہمانوں کے کھانے کا مستقل بندوبست ہے یعنی جس روز سے حضور تشریف لائے ہیں باقاعدہ لنگر جاری ہے۔ البیت کے عین سامنے کچھ عمارات خریدی گئی ہیں ایک میں امام صاحب منتقل ہو گئے ہیں (امام صاحب کا دفتر لجنہ ہال کے ساتھ ہی ہے) اور ایک بہت وسیع عمارت جو کہ کسی عرب کی ملکیت تھی مہمان خانہ کے لئے خریدی گئی ہے۔ لجنہ ہال کے عقبی حصّوں میں کچن کے علاوہ سمعی بصری ادارہ جات کے دفاتر، تالیف وتصنیف کے دفاتر ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی کتب کی اشاعت وغیرہ سب کام حضور کی ذاتی نگرانی میں ہو رہے ہیں۔ البیت کی اصل عمارت کے شمال میں ایک بنا بنایا لجنہ ہال لاکر رکھ دیا گیا ہے جہاں مستورات نماز کے علاوہ اپنی دیگر سرگرمیوں میں مصروف رہتی ہیں۔

اِسلام آباد لندن کے نواح میں البیت سے قریباً چالیس میل کے فاصلہ پر نہایت ہی خوبصورت جگہ ہے۔ اس میں کچھ فوجی بیرکس بنی ہوئی ہیں جس کو ٹھیک کر کے حکومت کے محکمہ صحت سے قابل رہائش منظور کروایا گیا ہے۔ ایک بیرک کو البیت بنا دیا ہے۔ ایک بیرک میں کھانا پکانا اور کھلانا کے بندوبست

تھے۔ ایک بیرک میں مربیانِ کرام جو کہ مختلف ممالک سے تشریف لائے ہوئے تھے کی رہائش کا بندوبست تھا۔ اسی طرح ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش، سری لنکا، افریقہ، انڈونیشیا، فجی وغیرہ ممالک کی رہائش کا نہایت ہی معقول انتظام بیرکس میں علیحدہ علیحدہ موجود تھا۔ سردی کے لحاظ سے بستر بھی مہیا تھے اور تمام بیرکس میں ہیٹر بھی موجود تھے۔ ایمبولینس اور میڈیکل کا دوسرا عملہ دن رات موجود رہتا تھا۔ کافی زائد بیت الخلاء اور غسلخانے جن میں گرم اور ٹھنڈا پانی موجود تھے عارضی طور پر کرایہ پر لا کر کھڑے کر دئے گئے تھے۔ جلسہ گاہ بہت بڑے بڑے TENTS میں بنائی گئی تھی۔ زمین پر عارضی نائلون کے موٹے کارپٹ بارش کے پانی کی راہ میں حائل رہے۔ شدید بارشوں میں جلسہ کی کارروائی نہایت سکون سے جاری رہی صرف بارش کی آواز آتی تھی۔ نماز کے وقت کرسیاں اُٹھا دی جاتی تھیں۔ اس کے بعد باقی کارروائی کرسیوں پر ہی ہوتی تھی۔ حاضری غیر معمولی تھی میرا خیال ہے دس ہزار سے کم نہیں ہوگی۔

لندن، یورپ، امریکہ اور کینیڈا سے آنے والے مہمانوں کے بارہ میں ارشاد تھا کہ یہ لوگ کھانا تو لنگر سے مفت کھائیں گے لیکن رہائش کا اپنا بندوبست کریں گے۔ کچھ ہوٹل "اسلام آباد" کے قریب تھے زیادہ لوگ وہاں ٹھہرے تھے۔ وہاں سے بسیں اُن کو لاتی اور لے جاتی تھیں۔

مَیں تو PUTNY کے علاقہ میں ایک دوست کے ہاں ٹھہرا تھا۔ ان لوگوں نے رہائش کے ساتھ ساتھ گاڑی کی سہولت بھی ہمیں دے رکھی تھی۔ اللہ کریم انہیں جزائے خیر دے۔ ہماری پُرانی البیت سے اسلام آباد کی طرف بسیں صبح سے شام تک باقاعدگی سے آتی جاتی تھیں۔

حضور کی آخری روز کی تقریر قریباً پانچ گھنٹے کی تھی۔ پاکستان سے گئے ہوئے کسی عالم کی کوئی تقریر نہیں تھی ماسوائے ثاقبؔ صاحب کی نظم کے۔

حضور نے اسلام آباد کو لڑکیوں کے سکول اور ہوسٹل میں CONVERT کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے اور سال بھر کے اندر اندر یہ سب ہو جائے گا۔

(۲) خاکسار مدیر کے نام اپنے خط میں بنیاد الحق صاحب لکھتے ہیں:۔

"لندن کا اجتماع تاریخی تھا۔ اس کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے۔ شدید بارش اور طوفان بھی کسی پروگرام میں حائل نہ ہو سکا۔ مَیں بچوں سمیت گیا ہوا تھا۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ دعاؤں کا موقع بھی ملا اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت بھی حاصل ہوئی۔

بلا تبصرہ

ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو کی طرف سے قادیانیوں کی رہائی کا مطالبہ

کراچی (پ ر) سندھ میں سینکڑوں قادیانیوں کو کلمہ طیبہ کا بیج لگانے پر گرفتار کرنا تنگ نظری ہے۔ ڈاکٹر حمیدہ کھوڑو نے کہا سندھ باب الاسلام ہے اور یہاں مذہبی تعصب اور منافرت کی بنیاد پر کوئی کارروائی نہیں ہونی چاہیئے کیونکہ ایسے اقدام سے قدرت ناخوش ہوگی۔ انہوں نے حکومت پر زور دیا کہ اس طرح گرفتار کئے جانے والے تمام قادیانیوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے اور ان کے خلاف مضحکہ خیز الزامات واپس لئے جائیں۔ (جنگ ۹ مئی ۱۹۸۵ء)

قادیانیوں کو فوری طور پر رہا کیا جائے

حالیہ مذہبی تعصّب سندھ کی روایات کے خلاف ہے (خواجہ خیرالدین)

کراچی (نمائندہ جنگ) کالعدم مسلم لیگ خواجہ خیرالدین گروپ اور ایم آر ڈی کے جنرل سیکرٹری خواجہ خیرالدین نے صوبے میں مذہبی نوعیّت کے مختلف الزامات میں، قادیانیوں کی گرفتاری کی مذمّت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مختلف مذاہب کے متعلق افراد کے درمیان درگذر، بھائی چارے اور دوستانہ تعلقات اِس صوبے کی صدیوں پُرانی روایت ہے اور حالیہ مذہبی تعصب اور نفرت اِس صوبے کی روایت کے خلاف ہے جسے لازمی طور پر ختم ہونا چاہیئے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ قادیانیوں کی گرفتاری کے سلسلہ میں حکومت پارٹی بن گئی ہے اور اِس طرح وہ عوام کی توجہ اصل مسائل سے ہٹانا چاہتی ہے۔ انہوں نے کہا اگرچہ ہم قادیانی نہیں ہیں لیکن انصاف کے نام پر ہم قادیانیوں کی فوری رہائی اور عائدشدہ الزامات واپس لینے کا مطالبہ کرتے ہیں۔ انہوں نے سندھ کے تمام لوگوں کے حقوق بلا تاخیر بحال کرنے کا بھی مطالبہ کیا۔ (جنگ ۱۰ مئی ۱۹۸۵ء)

بتوں پر پھول چڑھانا اور مراد پوری کرنے کیلئے گھنٹے بجانا گناہِ عظیم ہے۔ مفتی محمد حسین نعیمی

لاہور (پ ر) دارالعلوم جامعہ نعیمیہ کے ناظم مفتی محمد حسین نعیمی نے کہا ہے کہ کسی مسلمان کا بُت پر پھول چڑھانا نہ صرف ایمان کی کمزوری بلکہ ناپاک فعل اور کفر کے قریب گناہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ کوئی خواہش یا مراد پوری کرنے کے لئے گھنٹے بجانا بھی گناہِ عظیم ہے اور اس قسم کی حرکت کرنے والوں کو اپنے گناہ کی تلافی کے لئے فوراً توبہ کرنی چاہیئے۔ (جنگ ۱۱ مئی ۱۹۸۵ء)

شاہ خرچیوں کا ریکارڈ ٹوٹ گیا

سلطان برونائی کے محل پر ۳۰ کروڑ ڈالر خرچ کئے گئے

محل کا گنبد سونے کا ہے اور کمروں کی تعداد ۱۸۲۲ ہے

۳۰۰ کاریں پارک کرنے کی گنجائش، تخت والے کمرے میں بارہ فانوس

بندر سری بیگوان ۱۴ مئی۔ انٹرنیشنل ڈیسک۔ برطانیہ سے آزادی کے ایک برس بعد اسلامی ملک برونائی دارالسلام نے ملکی ترقی کے لئے وسیع پیمانے پر مصارف شروع کر دئے ہیں۔ سلطان کے محل کی تعمیر پر ۳۰ کروڑ ڈالر لاگت آئی ہے۔ ۱۴۰ ہیکٹر رقبے پر پھیلی عمارت کا گنبد سونے سے تعمیر کیا گیا ہے۔ اِس کے کمروں کی تعداد ایک ہزار آٹھ سو بائیس ہے۔ اِس طرح ایک عالمی ریکارڈ ٹوٹ گیا ہے۔ یاد رہے کہ ویٹکن کے محل میں کمروں کی تعداد ایک ہزار چار سو ہے جو ایک عالمی ریکارڈ تھا۔ محل میں ۳۰۰ کاریں پارک کرنے کی گنجائش ہے۔ تخت والے کمرے میں ۱۲ فانوس ہیں جن میں سے ہر ایک کا وزن ۲ ٹن ہے۔ اس کمرے میں چار تخت ہیں جن پر سونے کے کام کے لئے برطانوی ماہرین لائے گئے ہیں۔ سلطان کی نجی مسجد تین سال میں مکمل ہوئی ہے۔ (نوائے وقت ۱۵ مئی ۱۹۸۵ء)

مذہبی منافرت کی سوداگری اور گرم بازاری

معاصر جنگ کے شکریہ کے ساتھ ارشاد احمد صاحب حقانی کا مضمون قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

(ادارہ)

ایم آر ڈی کے لیڈر اور سندھ کے ممتاز سیاستدان مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی نے بیرون ملک روانہ ہونے سے پہلے ایک بیان میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ سندھ میں مذہبی فرقہ واریت بڑے زوروں پر ہے۔ مختلف مذہبی عناصر ایک دوسرے کے خلاف نفرت و اشتعال پھیلا رہے ہیں۔ ان کے بقول زہریلے پمفلٹ تقسیم کئے جا رہے ہیں لیکن انتظامیہ اس صورتحال کا کوئی نوٹس نہیں لے رہی اور مذہبی منافرت کے اس کاروبار کو روکنے کے لئے موثر اقدامات نہیں کئے جا رہے۔ انہوں نے بطور خاص سندھ میں بعض قادیانیوں کے قتل کئے جانے کی اطلاعات پر تشویش کا اظہار کیا ہے اور کہا کہ اس فرقہ کی مذہبی اور دستوری حیثیت جو بھی ہو، حکومت سے توقع کی جاتی ہے کہ تمام شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کرے اور بقول مسٹر جتوئی قادیانیوں کے ضمن میں یہ ذمہ داری انتظامیہ کماحقہ، ادا نہیں کر رہی۔

سندھ میں مذہبی منافرت میں اضافہ اور شدت اور اس کے ناپسندیدہ اثرات و نتائج کی شکایت مسٹر غلام مصطفےٰ جتوئی کے علاوہ بعض دوسرے لوگوں نے بھی کی ہے اور کہا ہے کہ صوبہ کے اکثر علاقے اس کی زد میں ہیں۔ کراچی کے بارے میں تو بطور خاص ایک عرصہ سے ایسی اطلاعات آ رہی ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ وہاں فقہی مسلک اور عقیدہ کی بنیاد پر آبادی کے مختلف طبقات کے درمیان اختلافات اور کشیدگی میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس ناپسندیدہ اور تکلیف دہ کیفیت کا اثر تو پورے ملک میں محسوس کیا جا رہا ہے بلکہ اس کے اثرات بیرونِ ملک بھی پہنچ چکے ہیں اور یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، ایک عرصہ سے ایسا ہو رہا ہے لیکن کراچی اور سندھ کے بعض دوسرے اضلاع میں مذہبی منافرت کی فضا خوفناک شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ گذشتہ فروری کے عام انتخابات کے دوران چونکہ سیاسی جماعتوں کو ان میں شرکت کی اجازت نہیں دی تھی اس لئے جن تعصبات نے ان میں فیصلہ کن کردار ادا کیا تھا، ان میں ذات برادری کے علاوہ عقیدہ و مسلک کی بحث بھی نمایاں رہی تھی۔ کراچی میں تو اکثر حلقوں میں کھلم کھلا دیوبندی اور بریلوی اور شیعہ اور سنّی کے حوالہ سے انتخابی مہمات منظم کی گئی تھیں اور مسلمانوں کو فرقوں کی تقسیم اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والے بُغض میں پختہ تر کرنے کے لئے مذہب ہی کے نام پر زبردست کام کیا گیا تھا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج کراچی اور سندھ کے دوسرے حصّوں میں مذہبی منافرت اور مغائرت پورے عروج پر ہیں۔ مذہبی پیشواؤں کی ایک بڑی تعداد مذہب اور خدا اور رسولؐ کے نام پر فرقہ واریت کو فروغ دے رہی ہے اور مسلمانوں کو آپس میں بانٹ اور لڑا رہی ہے۔ شیعہ سنّی

اختلاف پہلے سے موجود ہے اور اس کے تباہ کُن اثرات سے ہم ہمیشہ دوچار رہے ہیں۔ ان دنوں شیعہ حضرات اپنے بعض مطالبات کی تکمیل پر زور دینے کے لئے احتجاج اور گرفتاریوں کی ایک مہم منظّم کئے ہوئے ہیں اور اسلام آباد کے بعد اب دوسرے مقامات پر بھی گرفتاریاں پیش کی جارہی ہیں۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے گذشتہ انتخابات کے موقع پر پنجاب کے بعض اضلاع میں بھی متعدد ایسے فتوے جاری کئے گئے جن میں کسی خاص مذہبی مَسلک اور عقیدے کے امیدوار کو ووٹ دینے اور مخالف مذہبی مَسلک اور عقیدہ کے امیدوار کو ووٹ نہ دینے کی ہدایت اور تلقین کی گئی اور ایسی اپیلیں مذہب اور خدا اور رسولؐ کے نام پر کی گئیں۔

یہ پوری تفصیل اس ملک میں مذہب کے حوالہ سے پائی جانے والی ایک ناپسندیدہ اور تکلیف دِہ صورتحال کی نشاندہی کرتی ہے۔ مذہب کو اس کی حقیقی رُوح کے ساتھ سمجھا جائے تو یہ انسان نوازی اور انسان دوستی کی ایک تعلیم ہے۔ بقول اقبال "مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بَیر رکھنا" لیکن ہمارے ہاں بدقسمتی سے مذہب منافرت، دشمنی، تکفیر، افتراق، مناظرہ، مجادلہ، تنگ نظری، تفریق، انشقاق، تصادم اور محاربت کا ذریعہ اور اس کا مبلّغ و علمبردار بن چکا ہے۔ اس میں بڑا قصور ان مذہبی پیشہ واؤں کا ہے جو فرقہ وارانہ اختلافات کو ہَوا دینا ہی دین کی سب سے بڑی خدمت سمجھتے ہیں اور جن کی سب سے بڑی کامیابی یہ سمجھی جاتی ہے کہ اپنے پیروکاروں اور مدّاحوں اور معتقدین کو مسلک اور عقیدہ کے اختلاف میں اِس قدر پختہ اور متشدد کردیں کہ وہ دوسرے مسلک کے لوگوں کو کافروں سے بدتر سمجھنا شروع کر دیں اور ہوسکے تو ان کے درمیان سماجی و خاندانی تعلقات بھی منقطع ہوجائیں۔ بدقسمتی سے ہمارے ہاں مذہب کا تذکرہ ایسے انداز میں ہوُا ہے اور ہو رہا ہے کہ اس کی جوہری اور عملی تعلیمات کو معاصر ضروریات اور حقائق کے حوالہ سے تو بہت کم نمایاں کیا گیا ہے لیکن عملی زندگی سے غیر متعلق بحثوں کو خوب خوب اُچھالا اور اُبھارا گیا ہے۔ حکومتی سطح پر مذہب کا بلند آہنگ ذکر سالہا سال سے ہم سُن رہے ہیں لیکن سیاسی وسماجی و معاشی دائرے میں اسلام کی جو تعلیمات ہیں اور جن کا مقصد ایک خاص قسم کا معاشرہ وجود میں لانا ہے جس میں احترامِ آدمیّت ہو، انسانی حقوق ہوں، عدلِ اجتماعی ہو، مواقع کی یکسانیت ہو، ظلم نہ ہو، انصاف ہو، استحصال نہ ہو، استبداد نہ ہو، ایسا معاشرہ پیدا کرنے کی کوئی شعوری کوشش ہمارے ہاں نہیں ہوسکی۔ سرکار دربار کی سطح پر مذہب کے مفرط تذکرہ نے مذہبی پیشہ واؤں کے حوصلوں اور عزائم میں ایک خاص شدّت پیدا کر دی ہے۔ انہیں معاشرہ میں غیر معمولی اہمیّت مل گئی ہے جس کا وہ تعمیری سے زیادہ تخریبی اور اصلاحی سے زیادہ منافرانہ

استعمال کر رہے ہیں۔

یہ کیفیت تعلیم یافتہ لوگوں کو اہلِ مذہب اور اس کے نتیجہ میں خود مذہب سے دُور کرنے کا باعث بن رہی ہے۔ آپ یہ جو اکثر سُنتے ہیں کہ تعلیمیافتہ لوگ مذہبی حکومت اور مذہبی ریاست اور مذہبی پیشوائیت کی مخالفت کر رہے ہیں تو اس کی وجہ وہی فرقہ وارانہ مذہبی سرگرمیاں ہیں جو ہمارے ہاں اِس قدر عام ہو گئی ہیں اور وہ مذہبی تصورات ہیں جو فروغ پا رہے ہیں۔ اس زمانہ میں دین کے لئے کام کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی انسان نواز، عادلانہ، روشن خیال تعلیمات کا تذکرہ کیا جائے اور ان پر عمل درآمد کا اہتمام ہو۔ ہم اگر مذہب کے نعرے کم لگائیں لیکن معاشرہ میں عدل و احسان اور مساوات اور بھائی چارے کی فضا پیدا کریں، معاشرہ کو ظلم اور استحصال اور استبداد سے پاک کریں، عقیدہ و مسلک کی غیر متعلق بحثوں کو خواہ مخواہ اُبھارنے اور اپنے رویّوں کا محور بنانے کی بجائے خلقِ خدا کے درمیان محبّت و آشتی اور دوستی و ہم آہنگی پیدا کرنے کی کوشش کریں تو کسی طرف سے نہ اہلِ مذہب کے خلاف آواز اُٹھے اور نہ مذہب و سیاست کی یکجائی پر اعتراض ہو۔

اللہ تعالیٰ پاکستان کو دین و مذہب کے نادان دوستوں اور غیر مخلص علمبرداروں سے بچائے اور نجات دے اور ان کو ہدایت و توفیق دے کہ کنوئیں کے مینڈک بننے کی بجائے آنکھیں کھول کر دُنیا کے حالات و رجحانات کا مطالعہ کریں اور مذہب کا ایسا تصوّر اپنائیں اور پیش کریں جو فلاح و صلاح کا ضامن ہو، ضرر اور ضرار کا ذریعہ اور باعث نہ ہو۔" (جنگ ۱۲ مئی ۱۹۸۵ء)

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

ایمانی امور میں کسی قدر اخفاء کا ہونا ایک ضروری اور لازمی امر ہے۔ اگر کوئی معاملہ بالکل عیاں ہو جاوے تو پھر اخفاء کہاں۔ عیاں و خفا میں مقابلہ ہے اسی واسطے شرعیہ احکام و امور میں جسمانی شمس و قمر کا ماننا ایمانی امور میں داخل نہیں اور اسی واسطے قیامت کے روز شرعیہ تکالیف علی العموم اُٹھ جائیں گی۔ پس تم پیشگوئیوں میں ایمان سے کام لو ان کے فہیم میں عرفان کے مدّعی نہ بنو۔

قراردادِ تعزیت

— بر وفات —

حضرت صوفی غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور ناظر بیت المال (خرچ) و رکنِ خصوصی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

آج بتاریخ ۳۰/۴/۸۵ مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا یہ ہنگامی اجلاس اپنے بزرگ رفیق حضرت صوفی غلام محمد صاحب کے اِنتقال پُرملال بتاریخ ۲۳ شہادت بمطابق ۲۳ر اپریل ۱۹۸۵ء پر اپنے دلی رنج و غم اور ان کے اعزّہ سے اظہارِ تعزیت کے لئے منعقد کیا گیا ہے۔ حضرت صوفی غلام محمد صاحب مرحوم و مغفور کو اپنی قابلِ قدر خدمات اور قابلِ رشک قربانیوں کے باعث جو اَرفع و اعلیٰ مقام جماعت میں حاصل رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں ہے۔ آپ نے اُن کٹھن اور اہم ذمّہ داریوں کے ساتھ ساتھ مجلس مرکزیہ میں بھی قابلِ قدر خدمات پہلے بحیثیت آڈیٹر اور پھر بطور رُکن خصوصی مجلس کے لئے سرانجام دیں جس کے باعث ہر ممبر کے لئے ان سے قربت اور دلی لگاؤ کا احساس رہا ہے۔ مجلس مرکزیہ کو آپ کی خداداد صفتِ حساب دانی کے علاوہ اخلاقی اور رُوحانی راہنمائی بھی حاصل رہی ہے۔ اندریں صورت آپ کی ہمیشہ کے لئے مفارقت سے ایسا خلاء واقع ہوگیا ہے جسے آسانی سے پُر نہ کیا جاسکے گا۔ آپ نے اپنی جان اس وقت جانِ آفریں کے سپرد کی جب آپ گھر سے انجمن کے دفاتر کی طرف تشریف لے جا رہے تھے۔ گویا بجا طور پر کہا جاسکتا ہے کہ حضرت صوفی صاحب نے آخری سانس تک دین کی خدمت کی توفیق سعید پائی۔ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ۔

ہم جملہ ممبران مجلس مرکزیہ آپ کی وفات پر گہرے رنج و غم کا احساس کرتے ہوئے ان کے عزیز و اقارب سے خصوصًا ان کے صاحبزادے مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب اور ان کی جملہ صاحبزادیوں سے اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حضرت صوفی صاحب مرحوم و مغفور کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ غمزدہ دِلوں کو صبرِ جمیل بخشے۔ آمین

ہم ہیں
ممبران مجلس عاملہ مرکزیہ

بچّوں کا صفحہ

حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب

پیارے بچّو! ہم معذرت خواہ ہیں کہ پچھلی دفعہ آپ کا صفحہ نظر انداز ہو گیا امید ہے آپ ہماری معذرت قبول فرمائیں گے۔ آج ہم آپ کو حضرت بانئ سلسلہ (اللہ تعالیٰ کی آپ پر ہزاروں رحمتیں ہوں) کے ایک ابتدائی رفیق حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب کے کچھ حالات سُناتے ہیں۔

عزیز بچّو یوں تو ہر اخلاص رکھنے والا مرید اپنے شیخ کا رُوحانی بیٹا ہوتا ہے لیکن وہ مرید کتنا خوش قسمت ہے جسے شیخ اپنی زبانِ مبارک سے اپنا بیٹا کہہ دے۔ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب ان خوش قسمت انسانوں میں سے ہیں جنہیں مامور زمانہ نے اپنا بیٹا کہا۔ حضرت مرزا ایوب بیگ صاحب بانئ سلسلہ عالیہ کے تین سو تیرہ ساتھیوں میں سے ایک تھے۔

یہ کلانور ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے۔ کلانور دریائے راوی کے اس طرف واقع تھا جب کہ ڈیرہ بابا نانک جہاں بابا نانک کا مقدس چولہ محفوظ ہے دوسری طرف واقع تھا۔ اب کلانور بھارت میں ہے اور ڈیرہ بابا نانک پاکستان میں۔

مرزا ایوب بیگ صاحب قادیان میں مڈل سکول کے ہیڈ ماسٹر بھی رہے اور لاہور کے مشہور چیف کالج کے سائنس ماسٹر نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے آپ کے عشق کا یہ حال تھا کہ تہجّد کی نماز میں یہ شعر بڑے درد سے پڑھا کرتے ؎

عجب نوریست در جانِ محمّد
عجب لعلیست در کانِ محمّد

کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی جان میں عجیب نُور ہے اور آپؐ کی کان میں عجب لعل و موتی ہیں۔

جوانی میں آپ حد درجہ عابد تھے۔ نماز جوانی میں ایسے سوز و گداز سے ادا کرتے

کہ دیکھنے والے آپ پر رشک کرتے۔ بیت المبارک میں فرض و نوافل اور لمبی لمبی دعائیں کرتے۔ آپ صاحبِ کشف بزرگ تھے۔ بانیٔ سلسلہ سے محبت کا یہ حال تھا کہ آپ حضور کو دباتے وقت آپ کے شانہ پر سر رکھ کر روتے رہتے۔

آپ جوانی میں ہی خدا کو پیارے ہو گئے۔ آخری عمر میں بیمار ہو گئے اور بیماری میں بھی آپ نے کوئی نماز قضا نہیں کی۔

حضرت بانیٔ سلسلہ کے مخلص مرید مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے فرمایا کہ مرزا ایوب بیگ صاحب کے حُسنِ خاتمہ پر مجھے بڑا رشک آیا۔

قرآنِ مجید سے آپ کے عشق کا یہ حال تھا کہ ایک سال میں آپ نے تمام قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ کی بیعت کا اثر آپ پر اِس قدر نمایاں ہؤا کہ آپ کے والد محترم مرزا نیاز بیگ صاحب آپ کے نیک تغیر کو دیکھ کر داخلِ سلسلہ ہو گئے۔ آپ کے دوسرے بھائی ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب تھے۔

کوئی مہینہ نہ گذرتا تھا جس میں آپ ایک یا دو مرتبہ قادیان نہ آتے۔ موسمِ گرما کی چھٹیاں اکثر قادیان گزارنے بٹالہ سے پیدل قادیان پہنچتے اور راستہ میں درود و استغفار پڑھتے جاتے۔ بعض دفعہ کمر تک پانی میں سے گزر کر قادیان پہنچتے۔ کئی بار بارش میں بھیگتے ہوئے پہنچے۔

آپ کے وقت کا اکثر حصہ حضور کی صحبت میں یا بیت المبارک میں دعاؤں اور نماز میں گزرتا۔

پیارے بچو! تین سو تیرہ میں آپ کا اکتالیسواں نمبر تھا۔ بزرگوں کے واقعات سُننے اور پڑھنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ انسان اُن کا رنگ اختیار کرے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بچوں کو ان بزرگوں کے نقشِ قدم پر چلائے وہ ہم سب کو تقویٰ اور اخلاص عطا فرمائے اور اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین

○

ضروری اعلانات

دفتر انصاراللہ مرکزیہ میں خالی آسامیاں

دفتر انصاراللہ مرکزیہ میں انسپکٹران انصاراللہ اور کلرکوں کی چند آسامیاں خالی ہیں جو پُر کرنی مقصود ہیں۔ خواہش مند حضرات اپنی درخواستیں اپنے امیر / صدر کی سفارش کے ساتھ جلد از جلد قائد صاحب عمومی دفتر انصاراللہ مرکزیہ کے نام ارسال کریں۔ کوالیفکیشن درج ذیل ہونی چاہئیں:-

تعلیم : کم از کم میٹرک

عمر : انسپکٹران ۳۰ سے ۵۰ سال کے درمیان

کلرک ۲۰ سے ۵۰ 〃 〃 〃

صحت : اچھی ہونی چاہیئے

دینی مسائل سے واقفیت اور اسلامی شعار کی پابندی ضروری ہے۔

(صدر مجلس انصاراللہ مرکزیہ)

دعائیہ فہرست ۲۹ رمضان المبارک تک سَو فیصد بجٹ ادا کرنیوالی مجالس

۲۹ رمضان المبارک تک سَو فیصد بجٹ ادا کرنے والی مجالس کے نام حضرت امام جماعتِ احمدیہ کی خدمت میں بغرض دعا پیش کئے جائیں گے اور فہرست ماہنامہ انصاراللہ میں شائع کی جائیں گی۔

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

تشخیص بجٹ مجالس انصاراللہ

مندرجہ ذیل اضلاع کی تمام مجالس کے بجٹ برائے سالِ رواں موصول ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان اضلاع کے تمام متعلقہ عہدیداران کو اپنے فضلوں سے نوازے اور بیش از پیش خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ دیگر اضلاع کے ناظمین اور زعماء صاحبان سے گذارش ہے کہ وہ بھی

اپنے ضلع / مجلس کے بجٹ جلد سے جلد ارسال فرما کر عند اللہ ماجور ہوں :-
فیصل آباد، سرگودھا، خوشاب، وہاڑی، اوکاڑہ، ساہیوال، بہاولپور، رحیم یار خاں، مظفر آباد، ڈیرہ غازی خاں، راجن پور، کراچی۔

(قائد مال مجلس انصاراللہ مرکزیہ ربوہ)

سپاسِ تعزیت

ہمارے پیارے والد محترم امیر ضلع نواب شاہ چوہدری عبدالرزاق صاحب کو مورخہ ، اپریل ۸۵ء کو ایک شقی نے شہید کر دیا۔ گو کہ دُنیاوی طور پر ہمارے لئے یہ صدمہ بہت بڑا ہے مگر ہماری کیفیت یہ ہے ؎

ہو فضل تیرا یارب یا کوئی ابتلاء ہو
راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہو

اس موقع پر ہمیں بہت سے خطوط موصول ہوئے۔ ہم ان سب دوستوں، رشتہ داروں اور بزرگوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اہلِ ربوہ نے ہم سے جو سلوک کیا اور تعزیت کی وہ ہم کبھی بھلا نہیں سکتے اِس لئے ہم ان کا خصوصی شکریہ ادا کرتے ہیں۔

بالآخر درخواست کرتے ہیں کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے والد کو اعلیٰ مقام عطا کرے اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین

خاکساران
محمود احمد، ناصر احمد، اعجاز احمد، طاہر احمد، طارق احمد
بھریا روڈ ضلع نواب شاہ۔ سندھ

" خدا تعالیٰ نے کئی دفعہ میرے پر ظاہر کیا ہے کہ اِس جماعت پر ایک ابتلاء آنے والا ہے تا اللہ تعالیٰ دیکھے کہ کون سچّا ہے اور کون کچّا۔" (حضرت بانی سلسلہ احمدیہ)

احمدی نوجوان اپنی زندگیاں خدمتِ دین کیلئے وقف کریں

حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم از کم پچاس ۵۰ طالب علم آنے چاہئیں سَو ہوں تو بہتر ہے۔"

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب فرماتے ہیں:۔

"ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرونِ پاکستان دین کا فریضہ ادا کریں لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم حاصل کر کے باقاعدہ مربّی بنتے ہیں اُسے دیکھتے ہوئے مَیں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصّہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔"

اِس سال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفینِ زندگی طلباء کا انٹرویو انشاء اللہ میٹرک کے نتیجہ کے بعد اگست میں ہوگا۔ معیّن تاریخ کا اعلان انشاء اللہ بعد میں کر دیا جائے گا لیکن انٹرویو سے پہلے امیدواران کے ضروری کوائف مکمل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے درخواستیں آ جائیں۔ اِس لئے جماعت کے ایسے ذہین، ہونہار، دین کا شوق رکھنے والے مخلص نوجوان جو زندگی وقف کر کے خدمتِ دین کی خواہش رکھتے ہیں وہ امتحان کے نتیجہ کا انتظار نہ کریں بلکہ ابھی سے مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی وساطت سے درخواستیں وکالتِ دیوان تحریکِ جدید ربوہ کو ارسال فرمائیں اور پھر نتیجہ نکلنے کے فوراً بعد اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دفتر وکالتِ دیوان کو دیں۔

وکیل الدّیوان

تحریکِ جدید ربوہ ضلع جھنگ

پیارے آقا کا محبّت بھرا سلام

۱۸ مئی کی اِطّلاع مظہر ہے کہ :-

"امام جماعتِ احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ علیٰ ذالِکَ۔

حضور احبابِ جماعت کو محبّت بھرا سلام کہتے ہیں"